بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

آزادی نمبر

روزنامہ

الفضل

لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۷۹

رجسٹرڈ ایل نمبر (۵۲۵۴)

شرح چندہ

سالانہ ۲۴ روپے

ششماہی ۱۳ ”

سہ ماہی ۷ ”

ماہوار ۲/۸

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

The ALFAZL LAHORE.

قیمت فی پرچہ ۲/-

جلد ۳۹/۵

نمبر ۱۸۸

۱۴ اگست ۱۹۵۱ء

۱۴ ظہور ۱۳۳۰ ھش

اپنا وطن

اپنا وطن ہے — پاکستان — پاکستان — پاکستان

فخر ۔ تفاخر ۔ حفظ ۔ امان
نام ۔ نمود ۔ اعزاز نشان

گھر ۔ در ۔ زر ۔ سر ۔ تن ۔ من ۔ جان
اپنے وطن پر سب قربان

اپنے وطن پر سب قربان
اپنے وطن پر سب قربان

چھوڑ دو عشرت خانے چھوڑو
نیند کے ماتوں کو جھنجھوڑو

خم پھوڑو اور ساغر توڑو
کندھے سے سب کندھا جوڑو

جیسے سیسے کی بُنیان
اپنے وطن پر سب قربان

اپنا وطن ہے — پاکستان — پاکستان — پاکستان

اپنا وطن ہے — پاکستان — پاکستان — پاکستان

صف دُشمن کی اُلٹ کر آؤ
تیغ و سناں سے لپٹ کر آؤ

رُخ فوجوں کے پلٹ کر آؤ
ٹکڑے ہو کر کٹ کر آؤ

حُبّ وطن ہے جزو ایمان
اپنے وطن پر سب قربان

اپنا وطن ہے — پاکستان — پاکستان

مہذب

قیمت سالانہ غیر ممالک ۳۰ روپے (ماسوا پاکستان) ہندوستان ۲۴ روپے (بیرون پاکستان)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں طبع کرا کر دفتر الفضل رتن باغ لاہور سے شائع کیا۔

قیامِ پاکستان کا آسمانی مقصد اور مسلمانوں کا فرض!

اشتراکی اور مغربی جمہوری حکومتوں سے بہتر اور مثالی نظامِ زندگی کا احیاء!!

از مکرم ابو العطاء صاحب جالندھری

قیام پاکستان ایک معجزہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک زندہ نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ کے ماتحت اپنے نوشتوں کے مطابق اس سرزمین میں مسلمانوں کی سب سے بڑی سلطنت قائم فرمائی ہے۔ جہاں تک اسلامیانِ ہند کی اسلام سے وابستگی اور ان کی عملی زندگی کا تعلق ہے۔ وہ ہرگز یہ دعویٰ نہیں کر سکتے۔ کہ پاکستان ایسی عظیم المرتبت سلطنت ان کے عمل کا نتیجہ ہے۔ پھر جہاں تک حالات پیش آمدہ کا تعلق ہے۔ وہ بھی روزِ روشن کی طرح دلالت کر رہے ہیں کہ اس سلطنت کے بنانے میں براہِ راست مسلمانوں کی عملی جدوجہد کا زیادہ اثر نہیں ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے قائداعظم اور مخلص مسلمانوں کی سعی کو مشکور فرما کر اپنی خاص مشیت سے اس سلطنت کو قائم کیا ہے۔ دنیائے اسلام کے اثر و نفوذ کا بھی اس حکومت کے قیام میں کوئی مؤثر دخل نہیں۔ کیونکہ اسی عرصہ میں جب سرزمین ہند میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پاکستان کی نعمت سے نوازا۔ عین اسی زمانہ میں سرزمین فلسطین کے ایک حصہ میں یہود کی آزاد سلطنت "اسرائیل" کے نام سے امریکہ اور برطانیہ کی مشترکہ جد و جہد سے معرضِ وجود میں آرہی تھی۔ پس حالات صاف طور پر وضاحت کر رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت سے ہی اہل اسلام کو اس ملک میں آزادی اور حریت بخشی ہے۔ اور قیام پاکستان میں اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص مقصد کارفرما ہے۔

انسان فطرتاً غلامی اور غیر کی ماتحتی سے نفرت کرتا ہے۔ غیر فطری زنجیریں اتار پھینکنے کی پیہم کوشش کرنا انسان کا طریق عمل ہے۔ ساری انسانی تاریخ اس کوشش پر شاہد ہے۔ انسان آزادی کا خواہاں ہے۔ اور حریت سے ہمکنار ہونے کے لئے مضطرب اور بے تاب نظر آتا ہے۔ مگر انسان کا مدنی الطبع ہونا اسے بنی نوع انسان کے ساتھ مل جل کر رہنے پر مجبور کرتا ہے۔ اور جب انسان ایک جگہ رہیں گے۔ اور ایک معاشرہ قائم ہوگا۔ تو ضروری ہے کہ انسان کے لئے کوئی نظام مقرر کیا جائے۔ اور وہ نظام جہاں ایک طرف اجتماع اور مدنیت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہو وہاں دوسری طرف ضروری ہے کہ وہ انسان کی شخصی آزادی اور اسکی حریت ضمیر کا بھی ضامن ہو۔ اگر یا حکومت تو قائم ہو۔ مگر اسکی بنیاد جور اور استبداد پر ہو۔ اس کے ذریعہ سے انسانوں کو آزاد اور معاشرہ کے لئے مفید وجود بننے کی بجائے مشین کے پرزے بنا کر نہ رکھ دیا جائے حکومت ہر فرد کی آزادی کی متکفل بھی ہو۔ اور اسے باقی افراد کے لئے مفید اور بابرکت وجود بھی بنا دے۔ یہ مقصد صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے۔ جبکہ حکومت خود ایسے دستورِ حیات کی پابند ہو جو ہمہ وجوہ کامل ہو۔ اور جو انسانیت کو اس کے ارتقاء پر پہنچانے کے لئے انسان کو دیا گیا ہو۔ اگر حکومت کسی بالائی طاقت یا بالفاظ صحیح اللہ تعالیٰ کی قائل ہی نہ ہو۔ اور دنیوی نظام کو چلانے کے لئے اپنی عقل پر ہی دارومدار رکھتی ہو۔ تو چونکہ حکومت افراد سے بنتی ہے۔ اور افراد کی عقلیں مختلف ہوتی ہیں۔ ان کے فیصلے بدلتے رہتے ہیں۔ ان کے نظریات تغیر پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ برسرِ اقتدار پارٹی کے افراد یا حکومت کے کارندے ملک کے عوام کو اپنی عقلوں اور نظریات کے لئے تجربہ گاہ قرار دیں گے۔ اور حکومت کے افراد کی تبدیلی پر ملک کی شاہراہِ ترقی کا تبدیل ہو جانا لازم آئے گا۔ اس لئے عقلاً ضروری ہے۔ کہ حکومت اللہ تعالیٰ کی ہستی کی قائل ہو۔ اور اس کے کامل نظام کی خود بھی پابند ہو۔ اور ملک کے افراد کو بھی پابند بنانے کا عزم رکھتی ہو۔ ایسا ناقابلِ تبدیل دستور اساسی ہی ملک اور افرادِ ملک کی ہر قسم کی بہبودی کا کفیل بن سکتا ہے۔ اور ایسا ابدی قانون ہی ہر قسم کی استبدادیت کو ختم کر کے حریتِ ضمیر کے قیام کے ساتھ ساتھ انسانوں کے اجتماعی مقاصد بروئے کار لا سکتا ہے۔ اشتراکی اور سرمایہ دار حکومتیں اس مقصد کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ اشتراکیت ایک حد تک اقتصادی مشکلات کو حل کرتی ہے۔ مگر آزادئ ضمیر اور روحانیت کے لئے اس میں کوئی مقام نہیں۔ مغربی جمہوریتیں یا سرمایہ دارانہ نظام کامل دستورِ زندگی سے محروم ہونے کے باعث افراد اور جماعتوں کی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتیں۔ صحیح اور کامل سلطنت قرآنی اصولوں پر سچے مسلمانوں کی جماعت ہی قائم کر سکتی ہے۔ یہی مقصد ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے پاکستان قائم فرمایا ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ اور صحیح عقیدہ ہے۔ انہیں اس حقیقت پر فخر ہے۔ اور بجا فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ امت مسلمہ کو قرآن مجید ایسا جامع۔ کامل اور ہر قسم کے افراط و تفریط سے پاک قانون اور دستور زندگی عطا فرمایا ہے۔ تو جہاں تک قانون اور دستور اساسی کا سوال تھا۔ اسے اسلام میں حل کر دیا گیا ہے۔ اسلامی دستور حریتِ فرد کا بھی لحاظ رکھتا ہے۔ اور مجتمع انسانی کے تقاضوں کو بھی باحسن وجوہ پورا کرتا ہے۔ مسلمانوں کے سامنے اب صرف یہ سوال ہے۔ کہ وہ اس دستور کو ایسے رنگ میں اپنا لیں۔ کہ وہ عام افرادِ ملک اور برسرِ اقتدار گروہ کے رگ و پے میں سرایت کر جائے۔ اور سب یک زبان ہو کر اس کے نافذ اور جاری کرنے کا مصمم عزم کر لیں۔ افراد بھی اس کو اپنا نصب العین قرار دے لیں۔ اور ارکانِ حکومت بھی اپنی ساری جدوجہد کو اس نصب العین کے حصول کے لئے وقف کر دیں۔ اسلام کو ایسے افراد اور ایسی حکومت کی ضرورت تھی، اور ضرورت ہے۔ مسلمانوں نے اسی احساس کے ماتحت انگریز کی غلامی کے جوئے کو اتارتے وقت ایک علیحدہ اور آزاد اسلامی سلطنت یعنی پاکستان کا مطالبہ کیا تھا۔ جہاں پر افراد بھی قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور بنائیں گے اور جہاں پر حکومت کے ارکان کا مطمح نظر بھی قرآنی شریعت کا قیام ہوگا۔ یہ نصب العین نہ صرف مسلمانوں کے لئے مفید اور بابرکت ہے۔ نہ صرف اس ملک کے باشندوں کے لئے نفع رساں ہے۔ بلکہ درحقیقت ساری مظلوم انسانیت کی رہائی اور ساری روندی ہوئی قوموں کی مخلصی اسی نصب العین سے وابستہ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کا قانون ہر شخص کو وہ مسلم ہو یا ہندو ہو یا عیسائی ہو پوری پوری آزادئ فکر عطا کرتا ہے۔ اسے آزادئ خیال دیتا ہے اسے آزادئ عمل بخشتا ہے۔ اسلام عقیدہ اور نظریہ کو محض دلیل اور برہان سے تبدیل کرنے کا قائل ہے۔ اسلام کا دستور العمل ساری نسلِ انسانی کے لئے سراپا رحمت ہے۔ یہی وہ مقصدِ عظیم ہے۔ جسے منصۂ شہود پر لانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں سارے حالات کے ناساعد ہونے کے باوجود پاکستان کو قائم کیا ہے اور تمام پاکستانی مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اسلام کے اس نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے پوری پوری کوشش کریں۔ اور اسلام کے قانون کو پورے طور پر

(بقیہ دیکھو صہ ۱۲ پر)

قیامِ پاکستان سے قبل

حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے مطالبہ پاکستان کی پُرزور حمایت

"مسلمان ایک مدت تک ان باتوں کو برداشت کرتے رہے، مگر جب یہ پانی سر سے گذرنے لگا تو وہ اٹھے اور انہوں نے اپنے لمبے اور تلخ تجربہ کے بعد جب یہ سمجھ لیا۔ کہ ہندوؤں کے ساتھ رہتے ہوئے ان کے حقوق خطرے میں ہیں۔ تو انہوں نے اپنے حقوق کی حفاظت اور آرام اور چین کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لئے الگ علاقہ کا مطالبہ پیش کر دیا۔ کیا وہ یہ مطالبہ نہ کرتے۔ اور ہندوؤں کی ابدی غلامی میں رہنے کے لئے تیار ہو جاتے۔ کیا وہ اتنی ٹھوکروں کے باوجود بھی نہ جاگتے۔ پھر میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا مسلمان اتنے طویل اور تلخ تجربات کے بعد ہندوؤں پر اعتبار کر سکتے تھے۔ ایک دو باتیں ہوتیں۔ تو نظر انداز کی جا سکتی تھیں۔ ایک دو واقعات ہوتے۔ تو بھلائے جا سکتے تھے۔ ایک دو چوٹیں ہوتیں تو ان کو نظر انداز کیا جا سکتا تھا۔ ایک آدھ صوبہ میں مسلمانوں کو کوئی نقصان پہنچا ہوتا۔ تو اس کو بھی بھلایا جا سکتا تھا۔ لیکن متواتر سو سال سے ہر گاؤں میں ہر شہر میں ہر ضلع میں اور ہر صوبہ میں ہر محکمہ میں ہر شعبہ میں مسلمانوں کو دکھ دیا گیا۔ ان کے حقوق کو تلف کیا گیا۔ اور ان کے جذبات کو مجروح کیا گیا۔ اور ان کے ساتھ وہ سلوک روا رکھا گیا جو زر خرید غلام کے ساتھ بھی کوئی انصاف پسند آقا نہیں رکھ سکتا ...... انہوں نے خاموشی کے ساتھ ظلم سہے اور صبر کیا، کیا اب بھی ان کے خاموش رہنے کا موقعہ تھا؟ یہ تھے وہ حالات جن کی وجہ سے وہ اپنا الگ اور بلا شرکت غیرے حق مانگنے کے لئے مجبور نہیں ہوئے۔ بلکہ مجبور کر دیئے گئے۔" (الفضل ۱۲ مئی ۱۹۴۷ء)

روزنامہ الفضل لاہور

حق کی حمایت

— از ادی عنبر —

۱۹۴۷ء میں آج کے دن برطانیہ نے برصغیر ہند کو دو ملکوں بھارت اور پاکستان میں تقسیم کر کے آزاد کر دیا۔ اس سے پہلے تقریباً تمام برصغیر پر برطانیہ کا قبضہ تھا۔

تقسیم کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ آزاد ہند میں اونچ جاتی ہندو کا اپنی اکثریت تعلیمی اقتصادی اور تجارتی فوقیت اور حکومتی محکموں میں اثر و رسوخ کی وجہ سے دوسری اقوام خاصکر مسلمانوں سے عدل و انصاف سے پیش آنا غیر اغلب سا محسوس ہوتا تھا۔

برطانوی راج نے اگرچہ ہند کی مختلف اقوام میں مغربی اثرات سے کسی حد تک تہذیبی اور تمدنی یکسانی پیدا کر دی تھی۔ مگر دوسری طرف قومی نسلی اور مذہبی تعصبات کو بھی ہوا دے دے کر بُری طرح ابھار دیا تھا خاصکر اونچ جاتی ہندوؤں میں ایک ایسا فرقہ روز بروز روبہ ترقی ہوتا جا رہا تھا۔ جو اپنے آپ کو ہند کا واحد مالک تصور کرتا تھا۔ جو ہندوستان کی پرانی تہذیب کو یہاں از سر نو رائج کرنے کا خواہشمند تھا۔

اگرچہ کانگرسی ہندو لیڈروں میں بعض ایسے ضرور تھے جو کم از کم خیالی طور پر ہند میں تمام اقوام کی یکساں آزادی کے حامی تھے۔ مگر عملاً اکثر وہ بھی اسی متعصبانہ ذہنیت سے متاثر تھے۔ جو اس فرقہ کا خاصہ تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی۔ کہ اس فرقہ کا عوام کے جذبات پر کافی اثر ہوتا جا رہا تھا۔

ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اقلیتوں خاصکر مسلمانوں کا بدک جانا ضروری تھا۔ کیونکہ جو کانگرسی لیڈر بھی اصولاً ملکی وحدت چاہتے تھے۔ ان کے اغراض و مقاصد کو متعصب ذہنیت کے لیڈروں سے ممیز کرنا آسان نہیں تھا۔ اس لئے ان کے بظاہر خلوص کے باوجود مسلمانوں کے دلوں سے یہ خدشہ دور نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ آزادی کے بعد ان کے جان و مال محفوظ نہیں رہیں گے۔ آزاد ہند میں محض چند حقوق کی حفاظت انہیں مطمئن نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے ان کو بہت سوچ بچار اور تجاویز کے الٹ پھیر کے بعد ایک الگ خطہ کا مطالبہ کرنا پڑا۔ جہاں وہ اپنی مخصوص تہذیب کے مطابق بلا روک ٹوک کے زندہ رہ سکیں۔

یہ مطالبہ دونوں کانگرسی اور مہاسبھائی ذہنیت کے لئے ایک صدمہ سے کم نہ تھا۔ دوسری طرف خود برطانیہ بھی اپنے مفادات کے پیش نظر تقسیم کو مستحسن نہیں سمجھتا تھا۔ اس طرح ملک کی اکثریت اور برطانیہ کے علی الرغم پاکستان کا مطالبہ منوانا ایک جان جوکھوں کا کام تھا۔ ایسے انقلابی حادثہ کے لئے مسلمانوں کو ایسی لیڈرشپ کی ضرورت تھی۔ جو صرف مسلمانوں کے نقطۂ نظر کا پورا پورا احساس رکھتی ہو۔ بلکہ اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے فولادی ارادہ۔ چٹانی استقلال۔ ناقابل لغزش ہمت۔ اور بے باک جرأت سے مسلح ہو۔ اور جیسا کہ کہتے ہیں

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

کرنا خدا تعالےٰ کا ایسا ہوا کہ عین اس وقت جبکہ یہ آزادی کی جنگ عظیم لڑی جانے والی تھی۔ ایک سوار محمد علی جناح کے وجود میں اس گرد و غبار میں سے نمودار ہوا۔ اور آتے ہی اس نے مسلمانوں کی راہ نمائی کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور آخر دم تک نہائت استقلال کے ساتھ لڑتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے ایسی دو دستی شمشیر زنی کی کہ ایک طرف اکثریت کو اور دوسری طرف برطانیہ کو مسلمانوں کے مطالبہ کو طوعاً و کرہاً ماننا ہی پڑا۔

اکثریت اور برطانیہ کی خواہشات کے علی الرغم پاکستان بنا لینا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں تھا۔ خاصکر ایسی صورت میں کہ مخالفین نے خود مسلمانوں میں سے ایک طبقہ کو کسی نہ کسی طرح بطور اندرونی حملہ کے اپنے ساتھ ملا رکھا تھا۔

ظاہر ہے کہ ان حالات میں جبکہ اکثریت اور برطانیہ سے لڑ کر پاکستان بنایا گیا تھا۔ یہ ممکن نہ تھا کہ تقسیم میں مسلمانوں کے ساتھ پورا پورا انصاف ہوتا۔

برطانیہ کی لیبر حکومت نے برطانوی مفادات کے پیش نظر اکثریت کو خوش رکھنے کے لئے کھلی کھلی بے انصافیاں کیں۔ اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے اس نے پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا۔ کہ ایک تعجیل کی فضا قائم کر دی تاکہ مسلمان جو اپنا خواب پورا ہوتے دیکھ کر اطمینان کی سانس لینے میں مصروف تھے۔ ان بے انصافیوں سے غافل اور بے پرواہ رہیں۔ جو ان کے ساتھ کی جانے والی تھیں۔ اور جون ۱۹۴۸ء کی بجائے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء آزادی کا دن مقرر کر دیا۔

اس ایک ہی چال میں گورداسپور کا ضلع پاکستان کے حصہ کا تمام فوجی سامان اور بے شمار روپیہ کشمیر پر بھارت کے ناجائز قبضہ کے امکانات اور کئی اور پاکستانی حقوق بھارت کے قبضہ میں دے دیئے گئے

پاکستانی راہ نماؤں کو اپنے اصول کی فتح کے جوش کچھ تو بے پرواہی سے اور کچھ اس خیال سے کہ مرتا کیا نہ کرتا۔ چار و ناچار ان تمام بے انصافیوں کو برداشت کرنا پڑا

اس ضمن میں قائد اعظم کا اعلان جو آپ نے معاً آزادی کے بعد ریڈیو سے نشر کیا۔ نہائت اہم اور واضح ہے۔ آپ نے اپنے نشریہ میں ان بے انصافیوں کا تذکرہ ایک حوصلہ مند قوم کے سامنے ایک حوصلہ مند انسان کی طرح کیا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کر کے ہمیں چاہیئے کہ مخالفین پاکستان نے جن اپنی اغراض کی خاطر یہ بے انصافیاں ہمارے ساتھ کی ہیں۔ ہم ان اغراض کو پورا نہ ہونے دیں۔ اور اس ٹوٹے پھوٹے پاکستان کو اپنی محنت سے ایک ایسا ملک بنا دیں۔ کہ ان کو بھی رشک آنے لگے۔

اس بڈھے نوجوان کی یہ آرزو میں آج ہم اپنی آنکھوں سے پوری ہوتے دیکھ رہے ہیں وہ اقتصادی بربادی جس کی پاکستان کو دھمکی دی جا رہی تھی۔ نہ صرف کبھو واقع نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کے بالکل الٹ آج پاکستان کی اقتصادی حالت خود ان کے لئے بھی قابل رشک بنی ہوئی ہے۔ جو اس کی بربادی کی دھمکی دیتے تھے۔ آج پاکستان دنیا کے خوشحال ترین ممالک کی صف میں کھڑا ہونے کے قابل ہے۔ اور اس سے بہت پرانے ممالک کی ترقی کو دیکھ کر حیرت زدہ ہیں۔

پھر مخالفین پاکستان نے یہ چال چلی تھی۔ کہ فوجی سامان سے اس کو بالکل محروم چھوڑ دیا تھا۔ اس کے حصہ کی فوجیں بیرونی ممالک میں سرگرداں تھیں۔ مگر آج پاکستانی فوج کی دھاک تمام عالم پر بیٹھی ہوئی ہے۔

پھر پاکستان دنیا کے لئے ایک بالکل نیا نام اور پاکستان کی سرزمین ایک افسانوی خطہ ارضی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اس کو دنیا کے نقشہ پر بنانا کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ مگر آج خدا کے فضل سے پاکستان کے تجارتی اور سیاسی تعلقات تقریباً دنیا کے ہر چھوٹے بڑے ملک سے قائم ہو چکے ہیں۔ اور مہذب دنیا اس کی ہستی کو ایک زندہ حقیقت محسوس کرنے پر مجبور ہے۔

یہی نہیں تقسیم سے پہلے کہا جاتا تھا کہ مسلمان ایک بے پروا قوم ہے۔ اس کے پاس سیاست دانوں اور مدبروں کی سخت قلت ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے آج مخالفین بھی پاکستان کی سیاسی پالیسی کا لوہا مان گئے ہیں۔ خان لیاقت علی خان وزیر اعظم۔ چوہدری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ مسٹر غلام محمد وزیر خزانہ اور ان کے ساتھیوں نے اپنے اپنے محکمہ میں تدبر کا وہ نمونہ دکھایا ہے۔ کہ وہ بھی جن کے پاس بظاہر بڑے بڑے ماہرین کے نام کی افراط تھی۔ اور جن کی بڑی دھوم تھی۔ آج تمام دنیا کی نگاہ میں پاکستان کے مقابلہ میں تدبر کی بازی ہار کر لالٹھی کا اصول اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

آج بھارت نے اپنی ساری کی ساری مسلح فوج پاکستان کی طویل سرحد پر لا کھڑی کی ہے۔ اور بزعم خود طاقت کے ڈراوے سے پاکستان سے وہ باتیں منوانا چاہتا ہے۔ جو اقوام عالم کی سٹیج پر وہ اپنے حق میں ثابت نہیں کر سکتا۔ اور اس طرح کشمیر کا حق خود ارادیت چھیننا چاہتا ہے۔ مگر بھارت کو معلوم ہونا چاہیئے۔ اس آزادی کے زمانہ میں ایسی دھاندلی ممکن نہیں۔ اور وہ اپنی تمام فوجی طاقت کو بھی میدان میں جھونکنے سے کشمیر کا حق خود ارادیت نہیں چھین سکتا۔ خدا کے فضل سے پاکستان کا بچہ بچہ اسلامی دنیا کا فرد فرد اور اقوام عالم کے انصاف پسند لوگ اس کو ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ اور یقیناً اسے اقوام متحدہ کی انجمن کے فیصلوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔

آج پاکستان کی آزادی کو مخدوش بنا دیا گیا ہے وہ آزادی جس کو اس نے اتنی قربانیوں کے بعد حاصل کیا۔ اور جس کے لئے پاکستانیوں نے اپنے آپ کو چار سالہ زندگی میں پورا پورا اہل بنا دیا ہے محض اس لئے کہ وہ ایک ایسے ملک کی حق خود ارادیت کو بھارت کی حرص و آز کا شکار نہیں ہونے دینا چاہتا جس کے ساتھ اس کی طویل سرحد ملتی ہے۔ جس کے ساتھ اس کے دریاؤں کے پانی کا گہرا تعلق ہے۔ جس کے ساتھ اس کے نہ صرف جغرافیائی نہائت قریبی تعلقات ہیں۔ بلکہ اس کے باشندوں کی اکثر اکثریت کے ساتھ اس کے نسلی مذہبی۔ ثقافتی۔ تہذیبی۔ تمدنی۔ تجارتی اور صنعتی تعلقات ہیں۔ اور جس پر بھارت کا جابرانہ قبضہ کرانے کے لئے گورداسپور کا مسلم اکثریت کا ضلع ان اصولوں کی خلاف ورزی کر کے جو آزادی کے چارٹر میں صاف صاف بیان کئے گئے تھے نہائت ناانصافی سے بھارت کو بانٹ دیا گیا۔

کوئی پاکستانی اس مزید بے انصافی کو اب برداشت نہیں کر سکتا۔ اور نہ کسی بڑی سے بڑی طاقت سے ڈر کر وہ کشمیر کے حق خود ارادیت کے اصول کو اس طرح پامال ہوتا دیکھ سکتا ہے۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ جس طرح پاکستان نے مخالفین کے دوسرے ارادوں کو اپنی محنت اپنی جرأت اپنی حوصلہ مندی سے ناکام کر کے تمام دنیا کو دکھا دیا ہے۔ اسی طرح وہ اس دھمکی کو بھی ناکام کر کے دکھا دے گا۔ کیونکہ اس کے ساتھ حق کی طاقت ہے۔ اور حق کی طاقت بڑی سے بڑی طاقت پر بھاری ہوتی ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ آج ہی بھارت کے طول و عرض میں بھی آزادی کی سالگرہ منائی جا رہی ہے۔ اور یہ موقعہ ہے کہ ہم اس سے اپیل کریں۔ کہ جس طرح آج وہ آزادی کا دن منا کر خوش ہو رہا ہے۔ اسی طرح اس کو چاہیئے کہ وہ آج ہی کشمیر کے عوام کے حق خود ارادیت کو تسلیم کر کے ان روکوں کو ہٹا دے جو وہ اقوام متحدہ کی ان تجاویز کو ناکام بنانے کے لئے ڈال رہا ہے۔ جو کشمیر میں ایک آزادانہ رائے شماری کے لئے وہ کرتی ہے۔

آؤ آج آزادی کی سالگرہ کے دن ہم سب خدا تعالےٰ کے روبرو کھڑے ہو کر عہد کریں کہ ہم سب کچھ قربان کر دیں گے۔ مگر حق کی حمایت کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ اللہ تعالےٰ ہمارا مددگار ہو۔ آمین۔

پاکستان خود اپنی نظر میں

(ایک پاکستانی)

متوازن بجٹ، مضبوط کرنسی، وافر خوراک۔ خوشکن تجارتی صورتِ حال زراعت اور صنعت میں توازن پیدا کرنے کی دوڑ دھوپ اور سب سے بڑھ کر اپنی قوم کا عزم و استقلال ـــــ یہ سب چیزیں اس بات کی کافی سے زیادہ ضمانت ہیں کہ ہمارا پاکستان بہت جلد اقتصادی لحاظ سے خود کفیل ہو جائیگا۔ راستہ ہموار ہو چکا ہے۔ منزل سامنے ہے جوان ہمت اور بلند حوصلوں کیلئے عنقریب سر کر لینا کوئی بڑی بات نہیں

دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت یعنی پاکستان دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک حصہ مغربی پاکستان کہلاتا ہے اور دوسرا مشرقی پاکستان کے نام سے موسوم ہے۔ دونوں حصوں میں بسنے والے باشندوں کی بھاری اکثریت مسلمان ہے گو دونوں ایک دوسرے سے ایک ہزار میل سے بھی زیادہ فاصلہ پر واقع ہیں اور دونوں کے درمیان ایک غیر ملک کی وسیع زمین حائل ہے باایں ہمہ دونوں کا کلچر مشترک ہے۔

پاکستان کا کل رقبہ تین لاکھ ۶۴ ہزار مربع میل ہے اس میں ۸۵ فیصدی رقبہ پر مغربی پاکستان پھیلا ہوا ہے اور باقی پندرہ فی صدی مشرقی پاکستان پر مشتمل ہے آبادی کے لحاظ سے جو آٹھ کروڑ کے لگ بھگ ہے پاکستان دنیا بھر میں سب سے بڑی پانچویں مملکت شمار ہوتی ہے۔ آبادی کا ۵۷ فیصدی حصہ مشرقی پاکستان میں آباد ہے حالانکہ اس کا رقبہ پاکستان کے کل رقبہ کے ۱۵ فیصدی سے بھی کم ہے۔ مشرقی پاکستان دنیا کے گنجان ترین علاقوں میں سے ایک ہے جہاں ایک مربع میل میں آبادی کی اوسط ۷۷۹ نفوس ہے۔

اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان اس حال میں منصۂ شہود پہ جلوہ گر ہوا کہ اول روز سے ہی اس کو ویسے ایسے مہیب مسائل سے دوچار ہونا پڑا کہ پرانی سے پرانی اور تجربہ کار سے تجربہ کار حکومتوں کے لئے بھی انہیں خاطر خواہ طریق پر حل کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس نوزائیدہ مملکت کی پیدائش پر ابھی اتنا وقت بھی نہیں گزرا تھا کہ سندِ پیدائش کی سیاہی پوری طرح خشک ہو سکے کہ اس وسیع پیمانہ پر تبادلہ آبادی کا بوجھ اس کے نازک کندھوں پر آ پڑا۔ کہ تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ انڈین ریپبلک کے مختلف علاقوں سے ۷۰ لاکھ مسلمان . . . . تالٹوں کی صورت میں گرتے پڑتے پاکستان آنے شروع ہوئے۔ لٹے کھٹے انسانوں کے یہ قافلے اس حال میں آتے تھے کہ ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تھی۔ بھوکے پیاسے پناہ کی تلاش میں چلے آتے تھے۔ عین اسی وقت قریباً ساڑھے ۵۲ ہزار ہندو پاکستان کو خیر باد کہہ کر ہندوستان چلے گئے۔ ان جانے والوں میں تاجر تھے۔ کارخانہ دار تھے۔ صناع تھے بنک کار تھے۔ الغرض ان میں وہ لوگ شامل تھے جن کے ہاتھ میں اس تمام علاقے کی اقتصادی زندگی کی باگ ڈور تھی یہ صورتِ حال ہر پاکستانی کیلئے ایک چیلنج کا حکم رکھتی تھی تاریخ نے ثابت کر دکھایا کہ اس قوم کی تاریک گھڑیاں بھی اس کے حق میں رحمت کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں اگر کوئی اور مملکت ہوتی تو شاید اس صورت حال کا کبھی مقابلہ نہ کر سکتی۔

خوراک کی افراط

پاکستان اس معاملہ میں خوش قسمت واقع ہوا ہے کہ اس کے ہاں اناج کی کمی نہیں۔ عام حالات میں ہر سال اتنی وافر مقدار میں اناج پیدا ہوتا ہے کہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد بھی اناج کی ایک اچھی خاصی مقدار برآمد کیلئے بچ رہتی ہے۔ پاکستان کا زیرِ کاشت رقبہ پانچ کروڑ چالیس لاکھ ایکڑ ہے۔ اس میں سے چار کروڑ تیس لاکھ ایکڑ میں اناج کی کاشت ہوتی ہے۔ سب سے بڑی فصل چاول کی ہے اس کے بعد گندم کا نمبر آتا ہے۔ چاول زیادہ تر مشرقی پاکستان میں اور گندم ساری کی ساری مغربی پاکستان میں پیدا ہوتی ہے۔ چاول اور گیہوں کے علاوہ چنا۔ جو۔ جوار۔ باجرہ اور مکئی بھی بوئی جاتی ہے

صنعتوں کی کمی

تقسیم کے وقت پاکستان کو ایک عجیب صورتِ حال سے دوچار ہونا پڑا۔ اگرچہ قدرتی وسائل کی فراوانی قابل رشک حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ لیکن صنعتی اعتبار سے معاملہ بالکل چوپٹ تھا۔ اس لئے قدرتی وسائل کو کام میں لا کر یہ ممکن نہ تھا کہ ان سے روزمرہ کے استعمال کی اشیاء تیار کی جا سکیں۔ اگرچہ دنیا بھر میں پاکستان ہی وہ ملک ہے جہاں سب سے زیادہ پٹ سن پیدا ہوتا ہے۔ لیکن صنعتی طور پر اس جوٹ سے فائدہ اٹھانے کے لئے کوئی قابل ذکر کارخانہ موجود نہ تھا۔ اسی طرح کپاس۔ اون اور کھالیں وغیرہ کی وسیع پیداوار کے باوجود کپڑا بننے اور چمڑا رنگنے کے کارخانے محض برائے نام تھے۔ کیونکہ تقسیم کے وقت ان میں سے بیشتر ہندوستان کے حصے میں آ چلے تھے۔ یہ ایک ایسی صورتِ حال تھی کہ اسے زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کیا جا سکتا تھا۔

زراعت اور صنعت میں توازن پیدا کرنے کی غرض سے حکومت نے ۱۹۴۸ء کے اوائل میں صنعتی ترقی کا ایک پانچ سالہ منصوبہ تیار کیا۔ یہ منصوبہ سو سے زیادہ مختلف سکیموں پر مشتمل تھا۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس پر تین کروڑ ۳۶ لاکھ ڈالر کے قریب خرچ آئے گا۔

چونکہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور اس میں دیہات کے مخصوص اقتصادی مسائل کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے تعمیر و ترقی کے اس منصوبے میں آغازِ کار کے طور پر زرعی پیداوار سے متعلق چھوٹی اور درمیانے درجے کی صنعتوں پر بہت زور دیا گیا ہے۔ پاکستان سردست اپنے خام مال سے چھوٹی صنعتوں کو فروغ دینے کا خواہشمند ہے۔ بڑی صنعتوں کا نمبر بعد میں آئیگا۔ اگرچہ ترقی کے مذکورہ منصوبے میں ان کے لئے بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔

اس صنعتی سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ملکی اور غیر ملکی سرمایہ طلب کیا جا رہا ہے۔ غیر ملکی فنی ماہرین کی خدمات بھی حاصل کی گئی ہیں اور ان سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانے کی مہم بھی جاری ہے۔ خاص خاص صنعتوں کے علاوہ باقی صنعتیں ذاتی ملکیت کے اصول پر قائم کی جا رہی ہیں۔

آئیے اب اس امر کا مطالعہ کریں کہ زراعت اور صنعت میں توازن پیدا کرنے کے لئے جو منصوبے تیار کئے گئے ہیں ان کو کس حد تک عملی جامہ پہنایا جا چکا ہے۔

پٹ سن کی صنعت

تین جوٹ مل قائم کر دئیے گئے ہیں جو عنقریب کام شروع کر دیں گے۔ علاوہ ازیں پٹ سن کے پانچ بڑے کارخانوں کی تعمیر جن میں سے ہر ایک میں ایک ایک ہزار مشینیں ہوں گی شروع ہو چکی ہے۔ ان میں سے پہلا کارخانہ اس سال کے اواخر میں زور شور سے کام شروع کر دے گا۔ دو کارخانوں کے متعلق امید ہے کہ ان میں بھی ۱۹۵۲ء میں کام چالو ہو جائے گا۔ ان تینوں بڑے کارخانوں میں ہر سال جوٹ کی قریباً آٹھ لاکھ گانٹھیں کھپ سکیں گی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جوٹ کی کل پیداوار کا آٹھواں حصہ اپنے ملک میں ہی استعمال ہو کر ٹھکانے لگنا شروع ہو جائے گا۔ یہ تینوں کارخانے مل کر سال کے سال جوٹ کا ایک لاکھ تیس ہزار ٹن سامان تیار کر سکیں گے۔ پاکستان میں جوٹ کے تیار شدہ مال کی موجودہ کھپت ۹۴ ہزار ٹن سالانہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ان تین ملوں کے چالو ہو جانے کے بعد پاکستان سالانہ ۱۸ ہزار ٹن سامان دوسرے ملکوں کو بھی برآمد کر سکے گا۔

کپڑا بننے کی صنعت

موجودہ منصوبے کے مطابق ۱۹۵۲ء تک دس لاکھ تکلے اور ۱۹۵۷ء تک مزید ۱۵ لاکھ تکلے کام شروع کر دیں گے۔ ان میں سے ایک لاکھ دو ہزار تکلے چالو ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ۴۸۰۰۰ تکلوں پر مشتمل چھ کارخانے زیرِ تعمیر ہیں جن میں عنقریب کام شروع ہو جائے گا۔

اون کی صنعت

پانچ سالہ منصوبے کے مطابق اس عرصہ میں اون کے ۲۴۰۰۰ اور بٹے ہوئے اون کے ۲۰۰۰۰ تکلے لگانے کا ارادہ ہے۔ نیز پانچ صندوق کے اور پانچ قالین بننے کے کارخانے بنائے جائیں گے اون کے ایک ہزار تکلوں کا ایک مل چالو ہو چکا ہے تین ہزار تکلوں کا ایک کارخانہ زیرِ تعمیر ہے۔

کاغذ کی صنعت

مشرقی بنگال میں ایک پیپر مل بنانے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں جس میں ایک سو ٹن کاغذ روزانہ تیار ہو سکے گا۔ یہ انتظامات کافی حد تک مکمل ہو چکے ہیں۔

شکر سازی

مردان میں ایک نیا کارخانہ تعمیر کیا گیا ہے جو ایشیا بھر میں شکر سازی کا سب سے بڑا کارخانہ ہے۔ اس میں سالانہ ۵۰ ہزار ٹن شکر تیار ہو سکے گی اس کارخانے نے کام شروع کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ صنعتی الکوہل تیار کرنے کے لئے عرق کھینچنے کے دو کارخانے بھی قائم کئے جا رہے ہیں۔

چمڑا رنگنے کے کارخانے

پانچ سے دس سال کے عرصہ میں جدید ترین مشینوں سے آراستہ ۴۵ کارخانے قائم کرنے کی نہ صرف سکیمیں تیار ہو چکی ہیں بلکہ ان میں سے چھوٹی بڑی ۲۱ فیکٹریاں چالو بھی کر دی گئی ہیں۔

پن بجلی

اس وقت پاکستان میں ۴۷۰۶۹ کلوواٹ بجلی پیدا کرنے کا انتظام موجود ہے۔ ۱۹۵۲ء تک ۵ لاکھ کلوواٹ بجلی پیدا ہونے لگے گی اس کے علاوہ دوسری صنعتوں میں جو برق رفتاری سے ترقی کر رہی ہیں لوہے۔ فولاد۔ کوئلے اور تیل صاف کرنے۔ سیمنٹ بنانے۔ ادویہ سازی نمک بنانے۔ جاذب سنگھار کی چیزیں۔ چھپائی اور انجنیئرنگ کی صنعتیں شامل ہیں۔ نیز چٹاگانگ کی بندرگاہ کو ترقی دینے کے لئے بڑی بڑی رقوم منظور کی گئی ہیں۔ چنانچہ تقسیم کے بعد سے اب تک

(باقی صفحہ ۱۰ آخری دو کالم)

روزنامہ اخبار الفضل لاہور مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۵۱ء

اعلانِ تعطیل: بوجہ یومِ آزادی چونکہ پریس میں تعطیل ہوگی ۱۵ اگست کو "الفضل" شائع نہ ہوگا۔ احباب مطلع رہیں۔

پاکستان اغیار کی نظر میں

(یونائیٹڈ نیشنز ورلڈ)

"اگر پاکستان اپنی موجودہ روش پر قائم رہا۔ تو دنیائے اسلام کی قیادت ہی اس کے حصہ میں نہیں آئے گی۔ بلکہ وہ بیسویں صدی کی پریشان حال دنیا کے سامنے ایک اخلاقی مثال بھی قائم کر دکھائیگا اس نے ابھی بمشکل پہلا قدم ہی اٹھایا ہے۔ اگر وہ قدم بقدم اسی طرح بڑھتا چلا گیا تو یہ اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کہ وہ کہاں جا کر دم لے گا"

اقوام متحدہ کے رسالے "یونائیٹڈ نیشنز ورلڈ" نے اپنی ایک خصوصی اشاعت میں پاکستان کی حیرت انگیز ترقی پر ادارہ کی طرف سے حسب ذیل مقالہ شائع کیا ہے:۔

"پاکستان" کے معنی ہیں۔ پاک لوگوں کی سرزمین۔ اردو کے بعض حروف سے مل کر یہ لفظ بنا ہے۔ وہ مسلم اکثریت کے بیشتر علاقوں کے ناموں سے ہی ماخوذ ہیں۔ چنانچہ اس میں "ک" سے مراد کشمیر ہے۔ جس کے متعلق پاکستان اور ہندوستان کے درمیان عرصہ سے جھگڑا چلا آ رہا ہے۔ اگرچہ اس نئی مملکت کی عمر صرف چار سال ہے۔ مگر اس کا نام آج سے سترہ اٹھارہ سال پہلے ہی معرض وجود میں آ چکا تھا۔ اسی طرح اس ملک کی زبان یعنی "اردو" کا شمار بھی دنیا کی نئی زبانوں میں ہوتا ہے۔ یہ عربی۔ فارسی اور ترکی وغیرہ کے علاوہ ہندوستان کی قدیم زبانوں سے مل جل کر بنی ہے

بیباک نظریات

تاریخی اعتبار سے پاکستان بہت ہی قدیم علاقوں پر مشتمل ہے۔ لیکن ان علاقوں کی موجودہ ہیئت اور حدود کی تعیین چنداں پرانی نہیں ہے۔ اس نئی مملکت کے بیباک نظریات آج کل کی دنیا میں چھٹی صدی عیسوی کے اس دور کی یاد تازہ کر رہے ہیں کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین ایک دوش پر سوار ہو کر تمام دنیا میں پھیل گیا تھا۔ وہ لوگ جو تھوڑی مردانگی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پاکستان میں ان کا دلچسپی لینا ایک قدرتی امر ہے۔

ایک مغربی مصنف جب پاکستان کے دورے سے واپس آیا۔ تو اس نئی مملکت کے متعلق اس نے جس تاثر کا اظہار کیا سو یہ تھا۔ کہ کسی کشتی کے ناخداؤں کی سوئیہ سادہ جماعت کے کندھوں پر اچانک ایک سلطنت سرانجام دینے کی ذمہ داری آ پڑی ہے۔ تاثر خواہ کچھ ہی ہو۔ بہرحال یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ پاکستان کے لوگ مملکت کے دو جداگانہ حصوں میں سے ایک متحد قوم بنانے میں کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ تو نشاہور برہم پتر کے دہانے پر واقع ہے اور دوسرا مغرب میں دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ پھیلا ہوا ہے۔ پاکستان کے باشندے ۸ کروڑ انسانوں کی ایک فلاکت زدہ قوم ہیں۔ جن کے پاس اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد بھی کافی مقدار میں اناج بچ رہتا ہے۔ جسے وہ دوسرے ملکوں کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔ پاکستان کا بجٹ اگرچہ ہندوستان کے پانچویں حصہ کے برابر ہے۔ لیکن ہے متوازن۔ کرنسی ہے تو وہ اس قدر مضبوط کہ دوسرے ممالک کی طرح اس کی قیمت کم کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی صنعتوں کا انتظام بھی اچھا ہے اور اسی طرح تجارتی توازن بھی تسلی بخش ہے۔ لوگ اپنے بچھڑے ہوئے بعض کی یاد کو از سر نو تازہ کر رہے ہیں۔ اور انہیں اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کا دن بدن احساس ہوتا جا رہا ہے۔ روزمرہ کے واقعات یہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی امیدوں اور امنگوں کو خود ہی مار رکھا تھا۔

دوہری غلامی سے نجات

ہندوانڈیا نے ایک آقا یعنی انگریز کی غلامی سے اپنے آپ کو آزاد کرایا۔ برخلاف اس کے پاکستان بیک وقت دو آقاؤں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔ انگریز کی غلامی سے بھی اور ہندو کی غلامی سے بھی۔ اسی لئے پاکستان کے لوگ اپنی آزادی کو ہندوؤں اور دنیا کی دوسری اقوام کے مقابلے میں دوگنا زیادہ اہم اور وقیع خیال کرتے ہیں۔ اس حقیقت کو سمجھے بغیر اس بات کا اندازہ لگانا ممکن نہیں ہے۔ کہ پاکستان میں اس وقت کیا کچھ ہو رہا ہے۔ فی زمانہ پاکستان اس کالج کے مشابہ ہے جو کھیلوں کے مقابلے کی تیاری میں ہمہ تن مصروف ہو خود اعتمادی اور عزم کے اظہار کی بعینہ وہی کیفیت ہے۔

پاکستانی موقف کی صداقت

پنجابی اکثریت سے ہندو انڈیا کو خواہ کتنی ہی مخاصمت کیوں نہ ہو۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آج دنیا کی نگاہ میں پاکستانی اپنی صلاحیتوں کو تعمیر ملت کی راہ میں صرف کرنے کے زیادہ اہل ہیں۔ پاکستان نے اس درجہ متانت اور دور اندیشی کا ثبوت دیا ہے۔ کہ آج کشمیر پر اپنا حق جتانے میں اس کا موقف ہندوستان کی نسبت زیادہ معقول ہے کشمیر اسی قدر اسلام اور پاکستان کا حامی ہے جتنا کہ خود پاکستان ہے۔ اس کے بارے میں پاکستان کا موقف اتنا ہی صاف اور واضح ہے جتنا کہ ایک بچے کا ہو سکتا ہے۔ لیکن ہندوستان کا موقف بعید از قیاس اور سیاسی ہیجان کے علاوہ ہزار سال پرانے واقعات پر مبنی ہے۔ اور ایک حد تک کشمیر میں پنڈت نہرو کے بچپن اور اس کی یاد سے چمٹا ہوا ہے۔

عالم اسلام کا اتحاد

پاکستان کے لوگ جغرافیائی وحدت کی بجائے زیادہ تر مذہبی بنیادوں پر متحد ہیں۔ اس لئے یہ بات قرین قیاس ہے کہ وہ دنیائے اسلام میں اتحاد کی روح پھونکنے میں کامیاب ہو جائیں۔ جو ان کے درمیان سے عرصہ ہوا پرواز کر چکی ہے۔ حکومتی امور میں جہاں تک رہنمائی کا تعلق ہے۔ پاکستان نے اسلام کی نظریاتی اور رواداری سے متعلق نیم سماجی پہلوؤں پر زیادہ زور دیا ہے۔ وہاں ایک پارٹی یعنی مسلم لیگ کی حکومت قائم ہے۔ لیکن انتہا پسند مسلمانوں اور بعض اقلیتی گروہوں کی طرف سے ایک رسمی سی مخالفت بھی موجود ہے۔......

خام اشیاء

پاکستان ایک وقت میں ایک ہی کام کرنے کا قائل ہے۔ فی الحال وہ اپنے خام مال کو جس میں پٹ سن۔ روئی۔ اون کھالیں اور پھل وغیرہ شامل ہیں کنٹرول کر کے ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اس خوش فہمی کا شکار نہیں ہے کہ ایک ہی رات میں اس کا ملک صنعتی انقلاب سے ہم آغوش ہو سکتا ہے۔

دنیا کی کل پیداوار کا ۸۰ فی صدی پٹ سن پاکستان میں پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے پاکستان ان چند ممالک میں سے ایک ہے جن کا تجارتی توازن ملکی مفاد کے لحاظ سے بہایت خوشکن ہے پٹ سن پاکستان کی برآمد کا ایک اہم جزو ہے۔ یہ سب سا مشرقی بنگال میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ خود آدمی معقدار کو خارج کرنے کے بعد پاکستان میں اون کی سالانہ پیداوار اور کھپت دو کروڑ ۶۰ لاکھ پونڈ ہے۔ مویشیوں کی تعداد جن میں بھیڑ بکری گائے بھینس اور بیل وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ۳ کروڑ ۰۰ لاکھ کے قریب ہے۔

پھلوں کی پیداوار

پاکستان کے میووں کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ دنیا بھر میں بہترین قسم کے مشروبات بنانے کے کام آتے ہیں۔ بالخصوص لیموں اور نارنگی کے شربت تو بہت مشہور ہیں۔ پھلوں کی پیداوار کا ایک چوتھائی۔ چٹنی۔ اچار، مربے اور شربت وغیرہ بنانے کی صنعت میں کھپ جاتا ہے۔ سرحدی صوبے میں کم و بیش کیلیفورنیا ہی جیسے پھل پیدا ہوتے ہیں مختلف قسم کے پھلوں میں بنگال کا انناس اور کیلا جو دنیا بھر میں مشہور ہے۔ سلہٹ کا سنگترہ۔ بلوچستان کا انگور، سیب۔ شاہ دانہ اور سردا اور نیز پنجاب کا آم۔ لیموں اور مالٹا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

معدنی دولت

رفتہ رفتہ صنعتوں کو ترقی دینے کے لئے جن وسائل اور ذرائع کی ضرورت ہے۔ ان کی بھی کمی نہیں ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر ابھی پوری طرح دریافت نہیں ہوئے ہیں ابتدائی سروے کے نتیجے میں پتہ چلا ہے۔ کہ پاکستان میں تیل۔ کوئلہ۔ لوہا۔ سونا۔ تانبہ۔ گندھک کھریامٹی اور ابرق کافی مقدار میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ دنیا بھر میں سب سے زیادہ نمک بھی وہیں سے نکلتا ہے۔ نیز کرومائٹ کے اعتبار سے پاکستان ساری دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے۔ ان سب میں سب سے زیادہ اہم تیل کی دریافت ہے۔ جو پاکستان کے مشرقی اور مغربی دونوں حصوں میں اچھی خاصی مقدار میں موجود ہے۔

اخلاقی مثال

یہ امر ذہن نشین رہے۔ کہ پاکستان مادی اور روحانی دونوں قسم کی نعمتوں سے مالا مال ہے۔ اس نے حتی الوسع ملا ازم کی اندھی تقلید سے اجتناب کیا ہے۔ تاکہ اس کے روشن تصورات تعصب کا شکار نہ ہونے پائیں۔ شدید قسم کے محرکات کے باوجود اس نے بالعموم روشن دماغی اور رواداری ہی کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ اگر وہ اسی راستے پر گامزن رہا۔ تو دنیائے اسلام کی قیادت ہی اس کے حصے میں نہیں آئیگی بلکہ وہ بیسویں صدی کی پریشان حال دنیا کی رہنمائی کیلئے جس پر چھٹی صدی کی سی تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ ایک اخلاقی مثال بھی قائم کر دکھائے گا۔ پاکستان نے ابھی بمشکل پہلا ہی قدم اٹھایا ہے۔ اگر وہ قدم بہ قدم اسی طرح آگے بڑھتا چلا گیا۔ تو یہ اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کہ وہ کہاں جا کر دم لیگا

> جب نصاریٰ کے عقائد بگڑ گئے۔ اور انہوں نے اس تفاوت اور تضاد کو شدت سے محسوس کیا۔ جو اناجیل اور ان کے عقائد میں پایا جاتا تھا تو اس احساس نے ان کو نئی نئی اناجیل لکھنے اور موجود الوقت اناجیل میں تحریف و الحاق پر مجبور کر دیا۔ لیکن چونکہ انجیل کے نسخے بڑی کثرت سے پھیل چکے تھے۔ اس لئے سب نسخوں میں یکساں طور پر ردّ و بدل عمل میں نہ لائے جا سکے۔ یہی نسخے جب موجودہ زمانہ میں دستیاب ہوئے۔ تو ان کو سامنے رکھ کر علمائے بائیبل نے یہ آسانی سے معلوم کر لیا کہ کون کونسی عبارتیں الحاقی ہیں اور کیا کیا تحریفات عمل میں لائی گئیں۔

احمدیت کی عیسائی دنیا پر ــــــ فتح عظیم

امریکن سٹینڈرڈ بائیبل کمیٹی کی ترمیم شدہ انجیل

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا ذکر متن سے خارج کر دیا گیا۔

از مکرم شیخ عبد القادر صاحب لائل پوری

انٹرنیشنل ریلیجس کونسل نے ۱۹۲۹ء میں ترجمہ بائیبل کی ترمیم کے لئے چالیس بہترین محققین پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی۔ جس نے سب سے پہلے نئے عہد نامہ کے موجودہ متن کا مقابلہ قدیم نسخوں سے کرنے کے بعد ایک ترمیم شدہ ترجمہ

The Revised Standerd version of the New Testment

کے نام سے سال ۱۹۴۶ء میں شائع کیا۔ یہ کمیٹی جس کا نام دی امریکن سٹینڈرڈ بائیبل کمیٹی ہے عصر حاضر کے بہترین بائیبل سکالرز اور اساتذہ فن پر مشتمل ہے۔ اور اس ترمیم شدہ ترجمہ میں جو تبدیلیاں کی گئیں وہ عام طور پر متفقہ رائے سے عمل میں لائی گئی ہیں۔

یہ نسخۂ انجیل جس کا جدید اڈیشن میرے سامنے ہے ٹامس نیلسن اینڈ سنز نیویارک نے شائع کیا ہے اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ قدیم نسخوں سے مقابلہ کے بعد جو آیات یا واقعات الحاقی ثابت ہوئے وہ متن سے خارج کر دیئے گئے ہیں۔ یہ ایک الگ مضمون ہے کہ وہ کیا کیا تبدیلیاں ہیں۔ جو اس نسخۂ انجیل میں روا رکھی گئیں۔ اس وقت ہمیں صرف حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے واقعہ کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے پیش نظر صرف اناجیل اربعہ ہیں۔ انجیل متی میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا ذکر ہمیں نہیں ملتا۔ یہ انجیل اس ذکر پر ختم ہوتی ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصری واقعہ صلیب کے بعد گلیل کے سفر پر روانہ ہو گئے۔

اسی طرح انجیل یوحنا بھی اس سلسلہ میں خاموش ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ واقعہ درست ہوتا تو یہ دونوں حواری (متی اور یوحنا) اس عظیم الشان بیان کو نظر انداز نہ کر سکتے تھے۔ مرقس اور لوقا کے آخر میں البتہ حضرت مسیح ناصری کے آسمان پر جانے کا ذکر ہمیں ملتا ہے۔ لیکن ان دونوں بیانات کے متعلق یہ تحقیق پایۂ تکمیل تک پہنچ چکی ہے کہ مرقس اور لوقا اس واقعہ کو ضبط تحریر میں نہ لائے تھے بلکہ دوسری صدی مسیحی میں یہ واقعات بڑھا دیئے گئے۔ چنانچہ اب امریکن ترمیم شدہ اڈیشن میں مرقس اور لوقا کی اناجیل میں سے مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر خارج کر دیا گیا ہے۔

دراصل معاملہ یہ ہے کہ جب نصاریٰ کے عقائد بگڑ گئے۔ اور انہوں نے اس تفاوت اور تضاد کو شدت سے محسوس کیا۔ جو اناجیل اور ان کے عقائد میں پایا جاتا تھا۔ تو اس احساس نے ان کو نئی نئی اناجیل لکھنے اور موجود الوقت اناجیل میں تحریف والحاق پر مجبور کر دیا۔ لیکن چونکہ انجیل کے نسخے بڑی کثرت سے پھیل چکے تھے۔ اس لئے سب نسخوں میں یکساں طور پر ردوبدل عمل میں نہ لائے جا سکے۔ یہی نسخے جب موجودہ زمانہ میں دستیاب ہوئے تو ان کو سامنے رکھ کر علمائے بائیبل نے یہ آسانی سے معلوم کر لیا۔ کہ کون کونسی عبارتیں الحاقی ہیں۔ اور کیا کیا تحریفات عمل میں لائی گئیں۔

چنانچہ اس سلسلہ میں مرقس کی آخری بارہ آیات کے متعلق یہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ یہ آیات دوسری صدی مسیحی میں داخل کی گئیں۔ ان آیات میں حضرت مسیح ناصری کے مر کر زندہ ہونے آسمان پر جانے اور خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھنے کا ذکر شامل ہے۔ اور یہ ذکر بھی موجود ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا پیغام دنیا کی سب قوموں کے لئے ہے (نہ کہ صرف بنی اسرائیل کے لئے)

اس بیان کے الحاقی ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ بعض بہترین نسخوں میں مرقس کی آخری بارہ آیات شامل ہی نہیں ہیں بعض نسخوں میں اس بیان کی بجائے ایک دوسرا مختصر بیان درج ہے۔ ان دونوں بیانات کے متعلق *James Mollatt* کے ترجمہ انجیل میں یہ تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ یہ دوسری صدی مسیحی کا الحاق ہے (ملاحظہ ہو کتاب مذکور حاشیہ ص۹۷)

اس سلسلہ میں اہم ترین انکشاف سال ۱۸۹۱ء میں ہوا جبکہ انجیل مرقس کا ایک نسخہ آرمینیا کے قدیم آثار سے دستیاب ہوا۔ اس نسخہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مرقس کی آخری بارہ آیات کا لکھنے والا بشپ اریستان ہے۔ نہ کہ مرقس انجیل نویس (ملاحظہ ہو تفسیر بائیبل پادری ڈیسلو نوٹ مرقس ۱۶/۹)

انہی گوناگوں انکشافات کی وجہ سے امریکن سٹینڈرڈ بائیبل کمیٹی نے ترمیم شدہ انجیل کے متن سے مرقس کی آخری بارہ آیات کو خارج کر دیا ہے۔ اور حاشیہ میں یہ نوٹ دے دیا ہے۔ کہ بعض نسخوں میں اس موقعہ پر یہ بارہ آیات پائی جاتی ہیں۔ اور بعض میں ایک مختلف مختصر بیان۔ بہرحال ان بارہ آیات کا انجیل کے متن سے حذف کیا جانا ایک زبردست ثبوت ہے کہ مخصوص عیسائی عقائد انجیل میں بعد میں داخل کئے گئے اصل نسخوں میں یہ عقائد شامل نہ تھے۔

مرقس کے بعد لوقا کی انجیل کے آخر میں دوسری صدی مسیحی میں بعض اہم الحاقات کئے گئے انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں بائیبل پر جو نوٹ دیا گیا ہے۔ اس میں اعمال الرسل (*Acts*) کے ضمن عنوان کے نیچے مقالہ نویس لکھتا ہے۔ "انجیل لوقا کے آخر میں آٹھ یا نو الحاقی عبارتیں داخل کی گئیں۔ اور یہ کام جان بوجھ کر دیدہ دانستہ کیا گیا"۔ ان الحاقات میں مسیحؑ کے مر کر زندہ ہونے آسمان پر جانے اور مسیحؑ کو سجدہ کرنے کا ذکر بھی شامل ہے۔

چنانچہ امریکن سٹینڈرڈ بائیبل کمیٹی نے ترمیم شدہ نسخۂ انجیل کے متن سے ان بیانات کو بھی خارج کر دیا ہے۔

عام انجیل کی رُو سے لوقا کے آخر میں مندرجہ ذیل عبارت پائی جاتی ہے۔

While he blessed them, he parted from them and was carried up into heaven. And they worshiped him, and returned to Jerusalam.

کہ وہ انہیں برکت دے کر ان سے جدا ہو گیا۔ اور آسمان پر اٹھایا گیا۔ اور وہ (حواری) اسے سجدہ کر کے یروشلم کو واپس لوٹ آئے۔

لیکن اب امریکن سٹینڈرڈ بائیبل کمیٹی نے یہ انجیل شائع کی ہے۔ اس میں لوقا کے آخر میں مندرجہ ذیل عبارت درج ہے۔

While he blessed them he prated from them. And they returned to Jerusalam

کہ وہ انہیں برکت دے کر ان سے جدا ہو گیا اور وہ حواری یروشلم کو واپس لوٹ آئے۔

ظاہر ہے کہ اس ترمیم شدہ ترجمہ میں نہ آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر ہے۔ نہ مسیح کو سجدہ کرنے کا ذکر یہ دونوں بیانات حذف کر دیئے گئے۔

اسی طرح لوقا (۲۴/۶) کے عام نسخوں میں یہ لکھا ہوا موجود ہے۔

He is not here, but has risen.

کہ یسوع یہاں نہیں بلکہ وہ جی اٹھا ہے۔

یہ بیان بھی مذکورہ ترمیم شدہ نسخہ انجیل کے متن سے خارج کر دیا گیا ہے۔

ان الحاقات کا انجیل کے متن سے خارج ہونا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دعوے کی زبردست تائید ہے کہ حضرت مسیح ناصری حادثہ صلیب سے بچا لئے گئے۔ آپ آسمان پر نہیں گئے۔ بلکہ سب انبیاء کی طرح اسی زمین پر فوت ہو گئے۔

شیخ محمد حسین صاحب ریٹائرڈ سب جج کا سفاکانہ قتل

لاہور ۱۱ اگست بروز ہفتہ رات کے ۸ بجے کے قریب مکرم جناب شیخ محمد حسین صاحب ریٹائرڈ سب جج کو تین مسلح افراد نے گولی مار کر شہید کر دیا انا للہ وانا الیہ راجعون ــ بیان کیا جاتا ہے کہ حملہ آوروں میں سے دو ان کے ملازم تھے ــ ان میں سے ایک کے پاس پستول اور دوسرے کے پاس چھرا تھا جب جج صاحب مرحوم کی دو بیٹیوں نے اپنے والد کو بچانا چاہا تو حملہ آوروں نے چھرے کا وار کر کے انکو بھی گھائل کر دیا۔ دونوں میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں گو ابتداءً حالت نازک بیان کی جاتی تھی۔ لیکن اب دریافت کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ حالت نسبتاً روبہ اصلاح ہے احباب صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں ــ جج صاحب مرحوم موصی تھے۔ وہ صرف روزہ رکھنے کے وقت

حقیقی آزادی

مسعود احمد

اسلام کے نزدیک آزادی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ انسان دنیوی غلامی کی تمام زنجیریں توڑ کر اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے سپرد کر دے۔ اور اس کی رضا کے حصول کو اپنا مقصد قرار دے لے۔ وہ جسمانی آزادی جو روحانی آزادی سے معرا ہو آزادی نہیں بلکہ راہ روی ہے۔

ہم میں سے ہر شخص کو اپنے نفس کا احتساب کرتے ہوئے اس امر کا جائزہ لینا چاہیئے کہ جسمانی آزادی اور اس کے دنیوی تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد آیا ہم روحانی طور پر بھی آزادی کے اس مقام کے قریب ہوتے جا رہے ہیں یا نہیں کہ جس کے حصول کو اسلام نے انسانی زندگی کا مقصد قرار دیا ہے۔

آزادی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کے حصول پر جس قدر بھی خوشی منائی جائے اور خدا تعالےٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ آج ہم کو بھی آزاد ہوئے چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اور ہم پانچویں سال کے آغاز پر ایک بار پھر اپنی آزادی کا جشن سالگرہ منا رہے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی ستائش کے ساتھ ساتھ خوشی منانے کا ہم کو حق پہنچتا ہے کیونکہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ آج ہم اپنے ملک میں سیاہ و سفید کے خود مالک ہیں۔ جہاں ہمارے ملک کے وسائل سے غیر فائدہ اٹھاتے تھے۔ آج ان وسائل سے حاصل ہونے والی دولت خود ہماری فلاح و بہبود پر خرچ ہو کر ہمارے اپنے ہی کام آ رہی ہے۔

آزادی کی بدولت ترقی کے نئے نئے میدان نکل آئے ہیں۔ ہمیں اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور دلی امنگوں کو پورا کرنے کے مواقع میسر ہیں یا میسر آتے جا رہے ہیں۔ اپنے شاندار ماضی کو از سرِ نو زندہ کرنے اور عظمتِ رفتہ کو واپس لانے کے امکانات دن بدن روشن ہوتے جا رہے ہیں۔ قومی زندگی کے ہر شعبہ میں نوجوان بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ اور روحِ مسابقت کی بدولت ان کا قدم ہر آن ترقی کی طرف ہی اٹھ رہا ہے۔

حزم احتیاط کا تقاضہ

آزادی اپنے ساتھ جو عظیم ذمہ داریاں لاتی ہے قوم میں اس کا احساس بھی نمایاں ہے۔ گزشتہ چار سال میں ایک حد تک اس امر کی کوشش بھی کی جاتی رہی ہے کہ قوم کا ہر فرد آزادی کے نئے تقاضوں کو پورا کرنے والا بنے۔ اور اپنے افعال و کردار میں ایسی تبدیلی پیدا کرے۔ جو نئی ذمہ داریوں کے شایانِ شان ہو۔ لیکن اب تک ہماری ساری کوششیں آزادی کے صرف ایک ہی پہلو کو اجاگر کرنے تک محدود رہی ہیں۔ ایک ہی سمت ہے جس طرف رہ رہ کر ہماری نگاہیں اٹھتی ہیں۔ اور ہم اس طرف ہی دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ حزم و احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم بیک وقت تمام طرف نگاہ رکھیں۔ کوئی ایک پہلو بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ جسے ہم نے نظر انداز کر رکھا ہو۔ یا اس کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دی ہو۔ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ اصل آزادی روح کی آزادی ہے۔ آزادی کی خوشی اور اس کی عظیم ذمہ داریوں کا کما حقہ احساس اس وقت تک مکمل خیال نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک کہ ہم دنیوی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی ترقیات کے . . . . حصول کی تڑپ اپنے اندر پیدا نہیں کر لیتے۔ اور اس تڑپ کے ماتحت سرگرم عمل نہیں ہو جاتے۔

اس میں شک نہیں جسمانی آزادی بھی فی نفسہٖ ایک اہم چیز ہے۔ اور اس کا حصول سعادت ہی نہیں بلکہ سعادت عظمےٰ لیکن یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ جسم روح کے مقابلہ میں ادنےٰ ہے۔ اس کی آزادی اس وقت تک اہم خیال نہیں کی جا سکتی۔ جب تک کہ وہ روحانی آزادی کا پیش خیمہ ثابت نہ ہو۔ انسانی زندگی کا مقصد روحانی آزادی کا حصول ہے۔ نہ کہ محض جسمانی غلامی سے نجات پر اکتفا۔ اگر روح آزاد ہے اور جسم غلام تو آزاد روح جسمانی غلامی سے نجات کی راہ خود ڈھونڈھ نکالتی ہے۔ لیکن اگر جسم آزاد ہو اور روح بدستور غلام تو پھر جسم کی آزادی اس وقت تک کوڑی کام کی نہیں۔ جب تک کہ وہ روحانی آزادی پر منتج نہ ہو۔ پس حصول آزادی کے بعد جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے۔ ہم میں سے ہر شخص کو اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے اس امر کا جائزہ لینا چاہیئے کہ جسمانی آزادی اور اس کے دنیوی تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد آیا ہم روحانی طور پر بھی آزادی کے اس مقام کے قریب ہوتے جا رہے ہیں یا نہیں کہ جس کے حصول کو اسلام نے انسانی زندگی کا مقصد قرار دیا ہے۔

روحانی آزادی سے مراد

یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ اسلام کے نزدیک اصل آزادی روح کی آزادی ہے۔ اور جسمانی آزادی بھی اس وقت تک مکمل نہیں کہلا سکتی۔ جب تک کہ یہ روحانی آزادی کے حصول کا ذریعہ نہیں بن جاتی طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ روحانی آزادی سے مراد کیا ہے؟ جہاں جسمانی یا دنیوی آزادی اس چیز کا نام ہے کہ قوم کو اغیار کے تسلط سے چھٹکارا حاصل ہو جائے۔ وہاں روحانی آزادی اس بات کی متقضی ہوتی ہے۔ کہ اپنے آپ کو برضا و رغبت خدا تعالےٰ کی غلامی میں دے دیا جائے۔ گویا اول الذکر نام ہے ایک نوع کی غلامی سے نجات کا اور مؤخر الذکر نام ہے دوسری نوع کی غلامی کو از خود اختیار کرنے کا۔ جسمانی غلامی انسانوں پر ٹھونسی جاتی ہے۔ برخلاف اس کے خدا تعالےٰ کی غلامی انسان ہنسی خوشی قبول کرتا ہے۔ اس کا جوا پہننے کے لئے وہ اپنی گردن آپ جھکاتا ہے۔ اس میں جبر و اکراہ کا کوئی سوال نہیں ہوتا۔ جہاں دنیوی غلامی انسانوں کے لئے باعث ننگ ہوتی ہے۔ وہاں خدا تعالےٰ کی غلامی پر انسان فخر کرتا ہے۔ اور دوسرے اس کو دیکھ کر رشک کے جذبات سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ اس غلامی پر ہزار آزادیاں نثار اور لاکھوں بے فکریاں قربان کر دی جاتی ہیں۔ جو شخص خدا تعالےٰ کا غلام بن جائے۔ اس کو بندشوں اور پابندیوں ہی میں ایک لذت محسوس ہوتی ہے اور وہ لذت اس کو دکھ درد کے احساس سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ دنیا کا محتاج نہیں رہتا۔ بلکہ دنیا اس کی محتاج ہو جاتی ہے پس اسلام کے نزدیک آزادی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ انسان دنیوی غلامی کی تمام زنجیریں توڑ کر اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے سپرد کر دے۔ اور اس کی رضا کے حصول کو اپنا مقصد قرار دے لے وہ جسمانی آزادی جو روحانی آزادی سے معریٰ ہو آزادی نہیں بلکہ بے راہ روی ہے۔

آزادی کا مغربی تصور

لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ آجکل کی مادہ پرست دنیا میں اسی بے راہ روی کو آزادی کے نام سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ یورپین تہذیب پر چلنے والی قوموں کے نزدیک آزادی اسی کا نام ہے کہ انسان ہر پابندی سے آزاد ہو جائے۔ حتیٰ کہ خدا تعالےٰ کی غلامی کا جوا بھی اتار پھینکے۔ اور پھر کلی طور پر آزاد ہو کر ہر بے راہ روی کو اپنے لئے مباح سمجھ لے۔ چنانچہ آزادی کے اسی غلط مفہوم کا یہ نتیجہ ہے کہ یورپین اقوام تعمیر کی بجائے تخریب کی راہوں پر گامزن ہیں۔ ایک تباہی اور خونریزی سے نجات نہیں ملتی کہ دوسری قیامت خیز ہلاکت کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔

یہی وہ ماحول ہے۔ جس میں ہمیں آزادی نصیب ہوئی ہے۔ دنیا میں ہر طرف دہریت اور مادہ پرستی کا دور دورہ ہے۔ آج کوئی قوم اسی قدر آزاد تصور ہوتی ہے۔ جس قدر وہ خدا کی خدائی سے منکر اور نعوذ باللہ خود اپنی خدائی کی علمبردار ہو۔ آزادی کا یہ مغربی تصور ہر لحاظ سے گھٹیا اور گھناؤنا ہے۔ اور بدترین قسم کی غلامی پر دلالت کرتا ہے۔ ایسی آزادی آزادی نہیں۔ بلکہ شیطان کی غلامی کا ایک معصوم سا نام ہے۔ جس قسم کی بے راہ روی آج دنیا نے اختیار کی ہوئی ہے۔ وہ اس امر کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ "آزاد" اقوام خدا تعالےٰ سے برگشتہ ہو کر شیطان کے چنگل میں پھنس گئی ہیں۔ جس نے نیکی اور بدی کی تمیز مفقود کر کے بے ناتھے بیل کی طرح انہیں آزاد چھوڑ دیا ہے۔ پس جس چیز کو دنیا آزادی سمجھ رہی ہے وہ بدترین قسم کی غلامی ہے اور جو چیز دنیا کو غلامی نظر آتی ہے۔ وہ فی الحقیقت آزادی ہے اور آزادی بھی ایسی آزادی جو اس دنیا ہی میں نہیں ابد الآباد تک قائم رہنے والی آزادی کی ضامن ہے۔

دعوتِ فکر و عمل

دنیا کی مذکورہ صورتِ حال ہم پاکستانیوں کو دعوتِ فکر و عمل دیتے ہوئے پھر اس امر کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ غیر قوم کے تسلط سے آزاد ہو جانے کے بعد ہم ابھی تک دو راہے پر کھڑے ہیں۔ ایک وہ راستہ ہے جسے آزاد کہلانے والی دنیا نے اختیار کیا ہوا ہے۔ اور ایک وہ راستہ جو خدا تعالےٰ نے اپنے انبیاء اور مامورین کے ذریعہ دنیا کو دکھاتا چلا آیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ قراردادِ مقاصد پاس کرنے کے باوجود غیر شعوری طور پر ہم بھی دنیا کے بہاؤ کے ساتھ ہی بہتے چلے جائیں اور غیر ارادی طور پر اسی راہ پر

[illegible]

مثالی معاشرے کے قیام میں تعلیم کی اہمیت

جو لوگ انسان کی روحانی ضروریات کے منکر ہیں ان کا نظریہ حیات محدود اور تنگ ہے ان لوگوں نے انسانی تجربات کے صرف ایک جزو کو لے لیا ہے مگر اس حقیقت کو نظر انداز کر گئے۔ کہ ماضی میں تمام عظیم تہذیبوں کا مدار مذہب اور روحانی اقدار پر تھا۔ جب قومیں روحانی اقدار کو پس پشت ڈال دیتی ہیں۔ تو ان کی تہذیبیں متزلزل ہو کر نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔ آج ہم خود اپنی آنکھ سے یہ چیز رونما ہوتے دیکھ رہے ہیں

پاکستان ایک خاص مقصد کے پیشِ نظر معرض وجود میں آیا ہے۔ وہ مقصد ایک ایسے مثالی معاشرے کی بنیاد ڈالنا ہے۔ جس میں ہر فرد اپنی مادی اور روحانی ضروریات کی تکمیل کر سکے۔

مثالی معاشرے کی تعریف

وہ معاشرہ جس میں بیک وقت مادی اور روحانی ضروریات کی تکمیل کا خاطر خواہ انتظام موجود نہ ہو مثالی نہیں کہلا سکتا۔ یہاں مادی ضروریات کی اہمیت مسلّم ہے وہاں روحانی ضروریات کی عظمت سے انکار حقیقت سے منہ موڑنے کے مترادف۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ انسان کی روحانی ضروریات کے منکر ہیں۔ ان کا نظریۂ حیات محدود اور تنگ ہے۔ وہ تاریخ کے اس سبق کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ کہ جب قومیں روحانی اقدار کو پس پشت ڈال دیتی ہیں تو ان کی تہذیبیں متزلزل ہو کر نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔ پس کسی معاشرے کے مثالی ہونے کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ وہ مادی ضروریات کو بھی پورا نہ کرے۔ بلکہ اس میں روحانی اقدار کے لئے بھی پوری پوری گنجائش موجود ہو۔

تعلیم کی اہمیت

پاکستان کے لوگوں نے ایسا ہی معاشرہ قائم کر دکھانے کی ذمہ داری اٹھائی ہے۔ ظاہر ہے یہ مقصد عظیم تعلیم کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تعلیم ہی انسان کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ معاشرے کا ایک مفید جزو بن سکے۔ ہر شخص جبلی طور پر ایک منفرد خصوصیت کا حامل ہوتا ہے۔ تعلیم لوگوں کے ایسے ہی فطری رجحانات اور ان کی منفرد کیفیت کی تربیت کر کے ان میں یہ صلاحیت پیدا کر دیتی ہے کہ وہ ترقی کے مواقع سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکیں اسی لئے پاکستان میں قدرتی طور پر تعلیم کو ایک خاص اہمیت اور عظمت حاصل ہو گئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہاں کی حکومت اور عوام اس طریقۂ تعلیم کو جو ماضی سے ورثہ میں ملا ہے نئے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے میں کوشاں ہیں۔

اس ضمن میں حکومت نے اپنے ذرائع اور وسائل کو ملحوظ رکھتے ہوئے تعلیم کو فروغ دینے کے لئے جو کچھ کیا ہے۔ یہاں اس کا ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

اعلیٰ تعلیم کے معیاری ادارے

برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے وقت پاکستان کو صرف دو یونیورسٹیاں پنجاب اور ڈھاکہ ملیں۔ ایک اور یونیورسٹی سندھ یونیورسٹی کے نام سے قائم کی جا رہی تھی۔ ان حالات میں مزید یونیورسٹیوں اور نئے تعلیمی اداروں کی ضرورت اور بھی زیادہ اہم سمجھی گئی۔ سنہ ۱۹۴۹ء میں انٹرمیڈیٹ کالج ڈھاکہ ڈگری کالج بنا دیا گیا اور سنہ ۱۹۵۰ء میں پشاور میں ایک یونیورسٹی قائم کی گئی۔

وفاقی دارالحکومت میں ایک یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے پاکستانی پارلیمنٹ میں "کراچی یونیورسٹی ایکٹ" منظور کیا گیا۔ کراچی یونیورسٹی نے اس تعلیمی سال سے کام شروع کر دیا ہے۔ یہاں انڈر گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ کلاسوں میں سائنس کی تعلیم دی جائیگی۔ اسکے علاوہ یہ یونیورسٹی کراچی کے موجودہ کالجوں میں آرٹ کے مضامین کی تعلیم میں تنظیم و ربط پیدا کرے گی۔

تعلیم نسواں

لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے اداروں کی کمی کے پیش نظر حکومت پاکستان نے سنہ ۱۹۴۹ء میں کراچی میں خواتین کے لئے سنٹرل گورنمنٹ کالج قائم کیا۔ جس میں یکم جولائی سنہ ۱۹۴۹ء سے تعلیم دی جانے لگی۔ اس کالج میں بی اے اور بی ایس سی (طبی اور غیر طبی گروپ) تک تعلیم دی جاتی ہے۔ کالج کا ایک عمدہ ہاسٹل بھی ہے

پشاور میں لڑکیوں کے گورنمنٹ کالج کو ۷۲۰۰۰ روپے کی مالی امداد دی گئی۔ مرکزی حکومت نے سنہ ۱۹۵۰ء میں مختلف یونیورسٹیوں کو حسب ذیل مالی امداد دی

۱۔ پنجاب یونیورسٹی ...... ۳۰۰۰۰۰ روپے
۲۔ ڈھاکہ یونیورسٹی ...... ۱۰۵۰۰۰۰ روپے
۳۔ پشاور یونیورسٹی ...... ۴۰۰۰۰۰ روپے

اس کے علاوہ سنہ ۱۹۴۹-۵۰ء میں پنجاب یونیورسٹی کو ۷۵۰۰۰۰ روپے کی مالی امداد دی گئی ہے۔ سنہ ۱۹۵۱-۵۲ء کے بجٹ میں پشاور یونیورسٹی کے بجٹ کے لئے ۶۰۰۰۰۰ روپے اور سندھ یونیورسٹی کیلئے ۱۰۰۰۰۰ روپے کا انتظام کیا گیا ہے۔

ثانوی تعلیم

حکومت پاکستان کے ملازمین کے بچوں کے لئے تعلیمی سہولتیں مہیا کرنے کے واسطے مرکزی حکومت نے ثانوی تعلیم کے ۱۱۲ اسکول قائم کئے۔

جولائی سنہ ۱۹۵۰ء میں ان اسکولوں کا انتظام ڈائریکٹوریٹ تعلیم کے سپرد کر دیا گیا۔ سنہ ۱۹۵۱-۵۲ء میں ثانوی تعلیم کے ۷ مزید اسکول قائم کرنے اور مڈل اسکولوں کو ہائی اسکول بنانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس وقت کراچی میں ثانوی تعلیم کے ۱۵۵ اسکول ہیں۔

کراچی میں ثانوی تعلیم کے غیر سرکاری اسکولوں کے لئے حسب ذیل مالی امداد منظور کی گئی۔

سنہ ۱۹۴۸-۴۹ء	۱۸۸۷۲۰ روپے
سنہ ۱۹۴۹-۵۰ء	۲۸۰۵۶۲ روپے
سنہ ۱۹۵۰-۵۱ء	۳۵۹۷۳۱ روپے
سنہ ۱۹۵۱-۵۲ء	۵۰۰۰۰۰ روپے

سنہ ۱۹۴۹-۵۰ء اور سنہ ۱۹۵۰-۵۱ء میں شمال مغربی سرحدی صوبہ کے قبائلی علاقوں میں ۱۰ مڈل اسکول اور ۸ ہائی اسکول اور بلوچستان میں ۶ مڈل اسکول اور ۲ ہائی اسکول کھولے گئے۔ کوئٹہ میں لڑکیوں کا پرائیویٹ مڈل اسکول حکومت کے زیر انتظام لیا گیا ہے۔

پرائمری تعلیم

مرکزی حکومت کے ملازمین کے بچوں کے لئے کراچی میں ۸ پرائمری اسکول کھولے گئے ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۵۰ء تک یہ اسکول مرکزی حکومت کے زیر انتظام تھے۔ بعد میں انہیں نظامت کراچی کے تحت کر دیا گیا۔

سنہ ۱۹۵۰ء میں ۱۹ نئے پرائمری اسکول کھولے گئے سنہ ۱۹۵۱-۵۲ء کے بجٹ میں ۲۰ مزید پرائمری اسکول قائم کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ کے قبائلی علاقہ میں سنہ ۱۹۴۸-۴۹ء میں ۶۳ نئے پرائمری اسکول (جن میں دو لڑکیوں کے لئے ہیں) اور سنہ ۱۹۵۰-۵۱ء میں ۵۰ نئے پرائمری اسکول کھولے گئے۔

بلوچستان میں سنہ ۱۹۴۸-۴۹ء میں ۳۶ نئے پرائمری اسکول اور سنہ ۱۹۴۹-۵۰ء میں ۲۴ پرائمری اسکول قائم کئے گئے

حکومت نے پرائمری اسکولوں کے نصاب کو قومی نظریات کے مطابق بنانے کیلئے سنہ ۱۹۴۹ء میں ایک مخصوص کمیٹی قائم کی تھی۔ کمیٹی نے نصاب تیار کیا ہے۔ وہ شائع کر دیا گیا۔

فنی تعلیم

تقسیم ملک کے بعد ملک میں فنی تعلیم کو از سر نو منظم کرنے کی سخت ضرورت محسوس کی گئی۔ اس مقصد کے لئے مرکزی حکومت نے فنی تعلیم کی کونسل کے نام سے ایک مشاورتی مجلس قائم کی جس کے تحت پاکستان میں موجودہ فنی اداروں کا جائزہ لیا گیا۔ اور جو معلومات حاصل ہوئیں ان کی بنیاد پر ایک منصوبہ قائم کیا گیا ہے۔ منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ کراچی میں ایک فنی ہائی اسکول جس میں انجینئرنگ کی تعلیم کا خاص طور پر انتظام کیا جائے گا۔ قائم کیا گیا ہے۔ اسی طرح کراچی میں دارالفنون قائم کرنے کے ابتدائی انتظام مکمل ہو گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ڈھاکہ اور پنجاب یونیورسٹیوں کو سائنس کے شعبوں کی از سر نو تنظیم اور ترقی کے لئے ۲۱۰۰۰۰۰ روپے کی مالی امداد دی گئی ہے۔ حکومت نے دو تحقیقاتی اسکیمیں منظور کی ہیں جو ۳۲۲۵۶ روپے کی لاگت سے ڈھاکہ یونیورسٹی میں شروع کی جائیں گی۔ ایک پانچ سالہ اسکیم کے تحت بلوچستان میں استادوں کو فن باغبانی میں تربیت دینے کے لئے چالیس چالیس روپے کے ۱۰ وظیفے منظور کئے گئے ہیں پنجاب میں ایک نیا انجینئرنگ کالج قائم کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ یہ کالج ترقی کر کے فنی یونیورسٹی بن جائے گا۔ ڈھاکہ انجینئرنگ کالج کو ساز و سامان سے از سر نو آراستہ کیا جا رہا ہے۔ نئی مشینیں درآمد کی گئی ہیں۔ جن میں سے بہت سی نصب

"ہر شخص جبلی طور پر ایک منفرد خصوصیت کا حامل ہوتا ہے تعلیم کا کام یہ ہے کہ وہ انسان کے رجحان طبعی اور اس کی منفرد کیفیت کو ترقی دینے کے امکانات پیدا کرے۔"

یوم آزادی
اور
احمدیت کی عظیم الشان فتح

(از مکرم جلال الدین صاحب شمس سابق امام جماعت احمدیہ لندن)

آج ہم نوزائیدہ مملکت پاکستان کی چوتھی سالگرہ منا رہے ہیں۔ سالگرہ منانے کا دستور ہمارے ملک میں بہت کم ہے۔ مگر یورپ و امریکہ میں بکثرت رائج ہے۔ اس مبارک تقریب پر اگر بچوں کی سالگرہ ہو تو ان کے والدین انہیں تحفے دیتے اور ان کے لئے دعوتوں اور پارٹیوں کا انتظام کر کے خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور مشہور و معروف شخصیتوں کی سالگرہ پر دوسرے لوگ انہیں تحائف بھیجتے اور مبارکبادی کے ذریعہ اپنے دلی جذبات مسرت کا اظہار کرتے اور ان کی ملی و قومی خدمات کو سراہتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالے انہیں یہ خوشی کا دن بکثرت دکھائے

اسی طرح آج ہم بھی نوزائیدہ خداداد مملکت پاکستان کی چوتھی سالگرہ پر دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالے پاکستان کے لئے یہ خوشی کا دن ہمیشہ لائے۔ آج کا دن اقوام عالم کی تاریخ آزادی میں اپنی نوعیت کا ایک اہم دن ہے۔ جبکہ ہندوستان جیسے برعظیم کو جس میں دو عظیم الشان قومیں ہندو اور مسلم آباد تھیں۔ جو اپنے افکار و خیالات تمدن و مذہب میں ایک دوسرے سے مختلف تھیں حاکم قوم نے بغیر خونریزی اور جنگ کے آزادی دیتے ہوئے عنان حکومت ان کے سپرد کر دی جس کے نتیجہ میں دو عظیم الشان مملکتیں معرض وجود میں آئیں۔ مسلمانوں کی حکومت یعنی پاکستان اور ہندوؤں کی حکومت یعنی بھارت۔ قوموں اور ملکوں کی تاریخ آزادی میں شاید ہی ایسی مثال مل سکے کہ کسی قوم یا ملک نے بغیر خونریزی کے اس رنگ میں آزادی حاصل کی ہو

قیام پاکستان میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ

قیام پاکستان اور اس کے استحکام میں خدا تعالے کا نمایاں ہاتھ دکھائی دیتا ہے۔ اعلان تقسیم سے پہلے کوئی شخص یہ یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا تھا کہ ایسا ہو جائیگا۔ لیکن اللہ تعالے نے ایسے انقلابات پیدا کئے کہ انگریز اور ہندو جو تقسیم کے سخت مخالف تھے۔ تقسیم پر رضامند ہو گئے۔ مگر ایسی حالت میں جبکہ وہ اپنی خفیہ دسیسہ کاریوں اور پاکستان کی بے سروسامانی اور حکومتی اداروں کو چلانے کے لئے وسائل و اسباب کے بظاہر فقدان کے پیش نظر یہ یقین رکھتے تھے کہ مملکت پاکستان کی عمر چند ماہ سے زیادہ نہ ہو گی۔ جیسا کہ بھارت کے بعض سیاستدانوں نے اپنی حسابی قوت کی بناء پر یہ پیشگوئی کی تھی۔ کہ پاکستان زیادہ سے زیادہ چھ ماہ تک زندہ رہے گا۔ اور قائد اعظم اور ان کے رفقاء کار کو پاکستان لینے کی قدر و عافیت عنقریب معلوم ہو جائے گی اور مالی و اقتصادی مشکلات کے شکنجہ میں پھنس کر جلد ہی بھارت کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکنے پر مجبور ہو جائینگے

عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

جب سے تقسیم ہندوستان کے متعلق فیصلہ ہوا۔ اور پنجاب اور بنگال کی تقسیم کا سوال اٹھا۔ گورنر پنجاب نے سکھوں کو لمبی لمبی کرپانیں اور تلواریں لے کر پھرنے کی عام اجازت دیدی اور برعکس اسکے مسلمانوں کو ان علاقوں میں بھی جہاں تلوار رکھنے کی اجازت تھی تلوار لگا کر آزاد نہ پھرنے سے منع کر دیا۔ اور اس طرح سکھوں کو مسلمانوں کے خلاف قتل و غارت کے لئے تیاری کا موقعہ دیا گیا۔ یہ یقینی بات ہے کہ ہندو اور سکھ مسلمانوں کی تباہی کے منصوبے سوچ رہے تھے اور اسلحہ جمع کر رہے تھے۔ لیکن ریڈکلف کے ضلع گورداسپور کو ہندوستان میں شامل کر دینے سے انہیں اپنے مشئوم ارادوں کی تنفیذ کا موقع مل گیا۔ ہندوؤں اور سکھوں نے فسادات کی ابتداء کی۔ اور مسلمانوں کے اموال اور جائدادیں لوٹ لیں اور معصوم بچوں اور عورتوں کو قتل کیا۔ یہ ایک منصوبہ تھا۔ جو دشمن نے کیا۔ لیکن اللہ تعالے نے ان فسادات کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں کر دیا

اگر سکھ اور ہندو خاموشی سے وہ وقت گزار دیتے اور دونوں حکومتیں اپنا اپنا کام شروع کر دیتیں۔ اور سکھوں اور ہندوؤں کی مالدار، مضبوط اور طاقتور اقلیت مغربی پنجاب کے شہروں اور دیہاتوں میں باقی رہ جاتی اور کچھ مدت کے بعد کشمیر کا جھگڑا شروع ہو جاتا۔ اور پاکستان کو ہندوستان سے جنگ کرنے کے لئے مجبور کر دیا جاتا۔ تو اس وقت یقیناً ہندوستان کو فتح ہوتی۔ کیونکہ مسلمان گو تعداد میں چار پانچ فیصدی اکثریت میں تھے۔ لیکن تعلیمی اور مالی اور اقتصادی اور جنگی اسلحہ کے لحاظ سے ہندوؤں اور سکھوں کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ اکثر ہندوؤں اور سکھوں نے اپنے گھروں میں اسلحہ جمع کر رکھا تھا۔ لیکن مسلمانوں کے گھر خالی تھے۔ اور جنگی سامان وغیرہ جو پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم ہونا تھا۔ وہ تقریباً سارے کا سارا ہندوستان میں تھا۔ اور اسلحہ ساز فیکٹریاں بھی ہندوستان میں تھیں۔ پاکستان میں کوئی فیکٹری نہ تھی۔ ایسے حالات میں اگر جنگ چھڑ جاتی تو مسلمان یقیناً ہندوستانی فوجوں اور اندرون پاکستان کے ہندوؤں اور سکھوں کا مقابلہ نہ کر سکتے۔ اسلئے ہندوؤں اور سکھوں کی زبردست اور طاقتور اقلیت کو خدا تعالے نے مغربی پاکستان سے نکال کر مسلمانوں کی مملکت کو مضبوط کر دیا۔ اور اقتصادی لحاظ سے بھی مسلمانوں کی حالت پہلے سے اچھی ہو گئی۔ پس پاکستان کا ملنا اور پھر مغربی پاکستان سے اکثر ہندوؤں اور سکھوں کا چلے جانا محض خدائی تدبیر تھی تا یہ نوزائیدہ اسلامی مملکت اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے

مذہبی آزادی

پاکستان محض خدا تعالے کے فضل سے معرض وجود میں آیا۔ اور اسلئے آیا لینظر کیف تعملون تا خدا تعالے دیکھے کہ مسلمان عدل و انصاف کو قائم کرنے اور دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں کیا کچھ کرتے ہیں۔

آزادی کی خواہش فطرتاً ہر انسان کے دل میں پائی جاتی ہے۔ اور سب سے بڑی آزادی مذہبی آزادی ہے۔ تاریخ الادیان سے واقف شخص خوب جانتا ہے کہ مذہبی انسان اپنے مذہب کو ہر چیز پر مقدم کرتا ہے اور اسکی حفاظت کے لئے اپنی جان۔ مال اور عزیز سے عزیز تر چیز کو قربان کرنا موجب فخر جانتا ہے۔ اسلئے اس کی نظر میں دنیوی امور میں آزادی کی مذہبی آزادی کے مقابلہ میں جو انسانی روح سے تعلق رکھتی ہے کچھ حیثیت نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مذہب اس طریق اور راستہ کو کہتے ہیں جس پر چلکر انسان اپنے خالق و مولا سے ملنا چاہتا ہے۔ اسلئے جو حکومت مذہبی آزادی میں روک بنتی ہے۔ وہ جلد یا بدیر صفحۂ دنیا سے نابود ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالے نے قرآن مجید میں عاد و ثمود اور قوم فرعون اور قوم شعیب علیہم السلام وغیرہ کی تباہی کا اصل سبب یہی بیان فرمایا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی آیات اور نشانات کی مکذب ہوئیں اور مذہبی آزادی میں روک بنیں۔ پس جو حکومت اور طاقت بندوں کو اپنے خدا تک پہنچنے میں روک بنتی ہے اور انہیں مذہبی آزادی نہیں دیتی۔ خدا تعالیٰ کا قوی اور زبردست ہاتھ ایسی حکومت کو یکسر مٹا دیا کرتا ہے۔ لہذا ہم پاکستانیوں کو چاہیئے کہ جب خدا تعالے نے ہمیں آزادی بخشی ہے۔ اور صدیوں کی غلامی سے ہمیں نجات عطا فرمائی ہے۔ تو آج پاکستان کی چوتھی سالگرہ پر یہ عہد کریں کہ ہم ایک دوسرے کی مذہبی آزادی میں جو ہر انسان کو ہر قسم کی دوسری آزادی سے پیاری اور عزیز ہے روک نہ نہیں گے۔ اور ہر ایک پاکستانی مذہبی آزادی سے جو انسان کا پیدائشی حق ہے متمتع ہو گا۔

حکومت کے فرائض

اگر ہم اپنی آزاد حکومت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں اور اس کے استحکام کے خواہاں ہیں تو ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم ان ذمہ داریوں کو ادا کریں جو ایک حکومت پر رعایا کی حفاظت کے سلسلہ میں عائد ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر عرفات کے میدان میں ایک شاہی اعلان کے ذریعہ نہایت مختصر الفاظ میں ان فرائض کا ذکر فرمایا ہے۔ جو ایک حاکم قوم پر عائد ہوتے ہیں۔ آپ نے ہزارہا مسلمانوں کے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

" ان دماءکم و اموالکم و اعراضکم حرام علیکم " الخ

یعنی تمہارے خون اور تمہارے اموال اور تمہارے ناموس و آبرو تم پر ایسے ہی حرام اور مقدس ہیں جیسے کہ آج کے مقدس دن کی حرمت تمہارے اس حرمت والے مہینہ (ذوالحجہ) میں اور تمہارے اس حرمت والے شہر یعنی مکہ میں۔ پس جس طرح تم آج کے دن کو مقدس سمجھتے ہو اور اس مہینے کی حرمت اور مکہ مکرمہ کی تقدیس کے قائل ہو۔ اور ان کی بے حرمتی کو گناہ عظیم یقین کرتے ہو۔ اس طرح تمہارے خون اور تمہاری جائدادیں اور اموال اور تمہاری ناموس اور عزت و آبرو ایک دوسرے کے لئے مقدس اور واجب الاحترام ہیں۔ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے کا خون گرائے یا کسی کا ناحق مال کھائے اور اس کی جائداد غصب کرے یا کسی کی عزت و ناموس پر بے جا حملہ کرے۔

پس یہ تین چیزیں ایسی ہیں۔ جن کی حفاظت نہ صرف اسلامی حکومت بلکہ دنیا کی ہر حکومت کا فرض ہے۔ اور اگر کوئی حکومت اپنی رعایا کی ان تینوں چیزوں کی حفاظت نہیں کرتی۔ تو وہ یقیناً جلد یا بدیر صفحۂ ہستی سے غائب ہو جاتی ہے۔

احمدیت کی فتح

آج کا دن اہالیان پاکستان کے لئے عموماً اور احمدیوں کے لئے خصوصاً خوشی منانے کا دن ہے کیونکہ آج کے واقعہ نے اس امر پر مہر ثبت کر دی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانئے جماعت احمدیہ نے جو یہ نظریہ پیش کیا تھا۔ کہ چونکہ انگریزی حکومت نے مذہبی آزادی دے رکھی ہے۔ اس لئے اس سے مذہب

(باقی ص۱۳ پر)

اقوام متحدہ کمیشن برائے پاک و ہند کی قراردادیں

عمل درآمد کے سلسلہ میں ہندوستان کی جانب سے مسلسل رکاوٹیں

یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو جنگ بندی کے بعد آئندہ اقدام اقوام متحدہ کمیشن برائے پاک و ہند کی دو قراردادوں کے تحت پاکستانی فوجیں اور ہندوستان کی بیشتر فوجیں ہٹانے کے لئے عارضی صلحنامہ کو عملی جامہ پہنانا تھا۔ اس مقصد ہندوستان یا پاکستان سے کشمیر کے الحاق کا فیصلہ کرنے کے لئے اقوام متحدہ کی زیر نگرانی ہونے والے آزادانہ وغیر جانبدارانہ استصواب رائے عامہ کے واسطے زمین ہموار کرنا تھا۔

مارچ ۱۹۴۹ء

اقوام متحدہ کے کمیشن نے ہندوستان اور پاکستان کے نمائندوں کی ایک مشترکہ کمیٹی بلائی جس میں طے پایا کہ پاکستان اور ہندوستان فوجیں ہٹانے کے لئے اپنے منصوبے اس کمیشن کے سامنے پیش کریں۔

پاکستان نے اپنے منصوبہ ۹ مارچ ۱۹۴۹ء کو پیش کر دیا۔ ہندوستان نے پہلے تو کچھ اور مہلت مانگی اور بعد میں معاہدہ پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔

اگست ۱۹۴۹ء

کئی مہینے کی کوششوں کے بعد اقوام متحدہ کا کمیشن اس نتیجہ پر پہنچا کہ ہندوستان اپنی بیشتر فوجیں ہٹانے کو تیار نہیں ہے اور اقوام متحدہ کمیشن برائے پاک و ہند کی قراردادوں کی غلط تشریح کر کے اپنے انکار پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لہذا کمیشن نے تجویز پیش کی کہ ان دو قراردادوں کی تشریح کے متعلق جو اختلافات پیدا ہوں انہیں ثالثی کیلئے ایڈمیرل نمٹز کے سامنے پیش کیا جائے جنہیں ہندوستان اور پاکستان کی رضامندی سے ناظم استصواب رائے عامہ مقرر کیا گیا ہے۔ پریذیڈنٹ ٹرومن اور مسٹر اٹیلی نے بھی ثالثی کی اس تجویز کی حمایت کی۔

پاکستان نے یہ تجویز منظور اور ہندوستان نے مسترد کر دی۔

دسمبر ۱۹۴۹ء

اقوام متحدہ کمیشن نے اپنی ناکامی کے متعلق سلامتی کونسل کے سامنے رپورٹ پیش کی۔ جس نے اپنے صدر جنرل میکناٹن سے مصالحت کرنے کی درخواست کی فریقین سے مشورہ کے بعد جنرل میکناٹن نے عسکری نظام ختم کرنے کے لئے تجاویز تیار کیں۔

پاکستان نے میکناٹن کی تجاویز منظور اور ہندوستان نے مسترد کر دیں۔

جولائی ۱۹۵۰ء

جنرل میکناٹن کی تجاویز ہندوستان کی طرف سے مسترد ہونے کے بعد سلامتی کونسل نے اپنی مارچ ۱۹۵۰ء کی قرارداد کے تحت سر اوون ڈکسن کو اقوام متحدہ کا نمائندہ مقرر کیا۔ اقوام متحدہ کے نمائندہ کو پانچ مہینے میں عسکری نظام ختم کرنے کا کام سپرد کیا گیا۔ سر اوون ڈکسن نے عسکری نظام ختم کرنے کے متعلق اپنی تجاویز تیار کیں اور ہندوستان اور پاکستان کے وزراء اعظم سے ان پر تبادلہ خیال کیا۔

پاکستان نے یہ تجاویز منظور اور ہندوستان نے مسترد کر دیں۔

جنوری ۱۹۵۱ء

اس وقت سے کشمیر میں اصل مسئلہ استصواب رائے عامہ سے پہلے عسکری نظام ختم کرنا ہے۔ جنوری ۱۹۵۱ء میں وزراء اعظم دولت مشترکہ کے اجلاس منعقدہ لنڈن میں اس مسئلہ پر غور کیا گیا۔ انہوں نے متعلقہ فریقوں کی تمام فوجیں واپس بلانے یا توڑنے کو آزادانہ رائے شماری کے لئے ضروری خیال کیا۔ اور اس ریاست کے تحفظ کے لئے یکے بعد دیگرے حسب ذیل تجاویز پیش کیں:۔

۱۔ دولت مشترکہ کی فوج جسے آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ نے خود اپنے خرچ پر بھیجنے کی پیشکش کی۔

۲۔ ہندوستان اور پاکستان کی مشترکہ فوج۔

۳۔ ایک مقامی فوج جسے ناظم استصواب رائے عامہ تیار کریں۔ ان میں سے ہر تجویز پاکستان نے منظور اور ہندوستان نے مسترد کر دی

مارچ ۱۹۵۱ء

سر اوون ڈکسن کو یقین ہو گیا کہ کشمیر کے متعلق جمود ختم کرنے کا واحد طریقہ ثالثی ہے۔ لہذا انہوں نے ہندوستان اور پاکستان کے سامنے تجویز پیش کی کہ وہ اقوام متحدہ کمیشن برائے پاک و ہند کی ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء اور ۵ جنوری ۱۹۴۹ء کی قراردادوں کی تشریح سے پیدا ہونے والے تمام تنازعات ثالثی کے لئے پیش کرنے پر رضامند ہو جائیں۔

پاکستان نے یہ تجویز منظور اور ہندوستان نے مسترد کر دی۔

۳۰ مارچ ۱۹۵۱ء

کشمیر کے متعلق برطانیہ اور امریکہ کی ترمیم شدہ قرارداد جسے سلامتی کونسل نے منظور کر لیا تھا۔ پاکستان نے منظور اور ہندوستان نے مسترد کر دی۔

"پاکستان خود اپنی نظر میں"

(بقیہ صفحہ ۴)

یہ بندرگاہ تین چار گنا زیادہ وسیع ہو چکی ہے۔ نیز اس سال مشرقی پاکستان میں ایک نئی بندرگاہ چالنا کے نام سے تعمیر کی گئی ہے مشرقی بنگال کے اقتصادی نظام کو اور زیادہ بہتر بنانے میں یہ اقدام نہایت مفید ثابت ہوگا۔

متوازن بجٹ

مالی اور اقتصادی اعتبار سے پاکستان کی باطنی قوت کا واضح اور بین ثبوت اگر درکار ہو تو وہ اس کے متوازن بجٹ میں مل سکتا ہے۔ بجٹ کے متوازن چار بجٹ پیش ہو چکے ہیں۔ ان بجٹوں میں زرعی اور صنعتی ترقی کے لئے گرانقدر رقوم کی منظوری کے علاوہ بیرونی ممالک میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے اور لوگوں کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے کافی گنجائش رکھی گئی ہے۔ کم تنخواہ والے عملہ کو مزید سہولتیں بہم پہنچانے اور ان کی موجودہ آمدنی میں اضافے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ بحیثیت ملک کے دفاع کو مضبوط سے مضبوط بنانے کیلئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی۔ ان تمام اقدامات کے باوجود ٹیکسوں میں تخفیف کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے تاکہ تجارت اور صنعت و حرفت میں نمایاں ترقی ہو سکے۔

پہلے چار سال کے مخصوص سیاسی حالات کی بناء پر بجٹ کا ایک بڑا حصہ دفاعی استحکام پر ہی خرچ ہوتا رہا ہے اور فی الحقیقت ہونا بھی چاہیئے تھا۔ اس کے باوجود ترقیاتی سکیموں اور تعمیری منصوبوں کو بھی کسی صورت نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ سال بسال ان پر خرچ ہونیوالی رقوم میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ چنانچہ صنعتی ترقی کے سلسلے میں گذشتہ چار سال کے حسب ذیل اعداد و شمار اس حقیقت پر گواہ ہیں

سال	رقم
۱۹۴۷-۴۸ء	۵,۸۵,۱۳,۰۰۰ روپے
۴۸-۴۹ء	۹,۴۱,۸۷,۰۰۰ "
۴۹-۵۰ء	۱۲,۹۸,۹۰,۰۰۰ "
۵۰-۵۱ء	۲۵,۳۴,۴۷,۰۰۰ "
۵۱-۵۲ء	۳۴,۰۰,۰۰,۰۰۰ روپے

سرکاری قرضوں اور بچت کی سکیموں میں جس ذوق و شوق سے عوام نے حصہ لیا وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ نہ صرف پاکستان مالی لحاظ سے بہت مستحکم ہے بلکہ عوام بھی اس استحکام پر دل سے ایمان اور یقین رکھتے ہیں اور اپنے روشن مستقبل کے بارے میں بہت پر امید ہیں۔ گذشتہ سال تک ۸۵ کروڑ کے تین قرضے جاری کئے گئے تو عوام نے دیکھتے ہی دیکھتے وہ رقم پوری کر دی۔

مضبوط کرنسی

پاکستان کے مالی استحکام کا مزید ثبوت اس بات سے بھی ملتا ہے کہ اس کے سکہ کی قیمت میں تخفیف کی نوبت نہیں آئی امریکی ڈالر کے مقابلے میں اس کی اندازاً قیمت ۳۰ فیصد ہے حکومت نے سکہ کی قیمت کم نہ کرنے کا فیصلہ تمام اقتصادی عوامل پر پورے غور و خوض اور چھان بین کے بعد کیا۔ بعد کے واقعات نے ثابت کر دکھایا ہے کہ حکومت کا یہ فیصلہ انتہائی دانشمندی اور معاملہ فہمی پر مبنی تھا۔ دنیا کے ماہرین اقتصادیات کو بالآخر اس جرات مندانہ اقدام پر خراج تحسین ادا کرنا پڑا۔ بنیادی طور پر مندرجہ ذیل دو وجوہ اس فیصلے کا باعث بنیں (۱) وافر خوراک اور خام مال کی بڑھتی ہوئی مانگ کی وجہ سے پاکستان کا تجارتی توازن انتہائی خوشکن تھا۔ خام مال کی وسیع پیمانے پر برآمد کے باعث کرنسی کے پھیلاؤ کا کوئی امکان نہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ

Favourable Balance of Payment

کی پوزیشن اس بات پر دلالت کر رہی تھی کہ سکہ کی قیمت میں کمی کم از کم پاکستان کیلئے قطعاً غیر ضروری ہے (۲) دوسرے سکہ کی قیمت کم کرنے سے صنعتی ترقی کے منصوبوں میں رکاوٹ ہونی لازمی تھی۔ کیونکہ اس صورت میں امریکہ سے درآمد ہونے والی مشینری اور متعلقہ سامان کی قیمتوں میں اچانک اضافہ ہو جاتا

پاکستان نے اب تک اقتصادی لحاظ سے ترقی کی جو منازل طے کی ہیں یہاں ان پر اچٹتی سی روشنی ڈالی گئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ پاکستان نے بہر طور نمایاں ترقی کی ہے۔ اور انشاء اللہ اسی طرح کرتا چلا جائے گا۔ لیکن دنیا کے موجودہ غیر یقینی حالات میں پاکستان کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنے کے علاوہ کئی متنازعہ فیہ امور کا حل بھی تلاش کرنا ہے مشرقی پاکستان کو تا حال نئے مہاجرین کی آمد اور ان کی آبادکاری کے مسائل سے چھٹکارا نصیب نہیں ہوا ہے۔ گذشتہ سال فروری میں کلکتہ وغیرہ میں فرقہ وارانہ فسادات ہو اٹھنے کی وجہ سے مہاجرین کا ایک نیا سیلاب وہاں امڈ آیا چنانچہ دس لاکھ کے قریب ہندوستانی مسلمان داخل ہوئے اور سلسلہ میں حکومت کو کافی بار اٹھانا پڑا اگرچہ وسیع پیمانے پر تو یہ سلسلہ اب جاری نہیں ہے۔ لیکن پوری طرح بند بھی نہیں ہوا ہے۔ اب ہندوستان نے اپنی فوج کا بیشتر حصہ پاکستانی سرحدوں پر لا جمع کیا ہے۔ اور اس طرح اس پاکستان کے تحفظ و بقاء کیلئے ایک خطرہ پیدا کر دیا ہے جو امن کی حالت میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا چلا آ رہا ہے۔ پاکستان کو ان مسائل کو بھی نپٹنا ہے اور اپنی ترقی کی رفتار کو بھی برقرار رکھنا ہے۔ متوازن بجٹ۔ مضبوط کرنسی وافر خوراک تجارتی صورت حال۔ زراعت اور صنعت میں توازن پیدا کرنے کی دوڑ دھوپ اور سب سے بڑھ کر اپنی قوم کا عزم و استقلال۔ یہ سب چیزیں اس بات کی کافی سے زیادہ ضمانت ہیں کہ ہمارا پاکستان اقتصادی (۴) لحاظ سے بہت جلد خود کفیل ہو جائے گا۔ راستہ ہموار ہو چکا ہے۔ منزل سامنے ہے جواں ہمت اور بلند حوصلوں کے آگے اسے عنقریب سر کر لینا کوئی بڑی بات نہیں (۱)

149

مسلم سے خطاب

(ایم رفیق احمد سوز انبالوی)

لب تاریخ دہراتی ہے اب بھی تیرے افسانے
ذرا شمشیر بُرّاں ہاتھ میں پھر لے کے آ مسلم!
شکوہ حیدری پھر تجھ کو دکھلاتا ہے دنیا میں!
درِ اسلام پر پھر گردنِ باطل جھکا مسلم!
تجھے اِکبار پھر جو ہر زمانے کو دکھانا ہے
زمانے کا بھی ہے بدلا ہوا تیور ذرا مسلم!
صدائے لا اِلٰہ آنے لگے تو جس طرف اُٹھے
ہو اِلّا اللہ کا ہر سمت پیغام بقا مسلم!
ازل سے مسکراتی تھی شجاعت تیرے چہرے پر!
جہانِ قدس میں بھی عام تھا چرچا ترا مسلم!
ترے انصاف کا سکہ رواں تھا سارے عالم میں!
طبیعت میں تری ہرگز خلل کوئی نہ تھا مسلم!
یہی ہے سوز بہتر خدمتِ اسلام ہو جائے
تری سوئی ہوئی قسمت یونہی شاید پلٹ آئے

★ قرارداد مقاصد ● بنیادی اصول ● اصلاحات بلوچستان
● حق رائے دہندگی ● حلقہ جات انتخاب کی حد بندی

دستور سازی کے چار سال

مجلس دستور ساز پاکستان کا خاص کام جیسا کہ اس کے نام سے ہی ظاہر ہے۔ ملک کے لئے ایک دستور ساز جماعت کی حیثیت سے خدمات انجام دینا ہے۔ لیکن مجلس دستور ساز پاکستان دنیا کی دیگر دستور ساز مجلسوں سے قطعی الگ ہے۔ اس لئے کہ اس عبوری دور میں جب تک کہ نیا دستور نہیں بن جاتا ہے یہ وفاقی مقننہ کے فرائض بھی انجام دیتی ہے۔ ۱۹۵۰ء کے دوران میں مجلس دستور ساز (مقننہ) کے دو اجلاس منعقد ہوئے۔ پہلا اجلاس ۳۰ ستمبر سے ۲۰ نومبر ۱۹۵۰ء تک ہوا۔ اس اجلاس میں مجلس نے ۳۰ قانون کے مسودے منظور کئے۔ جن میں سے سب سے اہم کراچی یونیورسٹی کا مسودہ قانون تھا ۱۹۷ سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ مجلس کے سامنے جو قراردادیں پیش کی گئیں ان میں سے مسئلہ کوریا سے متعلقہ قرارداد کو ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو منظور کیا گیا۔

دوسرا اجلاس بجٹ کا تھا جو ۱۹ مارچ سے ۱۷ اپریل ۱۹۵۱ء تک جاری رہا۔ اس اجلاس کے دوران میں مجلس نے ۲۹ قانون کے مسودے منظور کئے۔ اور ۹۴۳ سوالات کے نوٹس موصول ہوئے۔ تین قراردادیں پیش کی گئیں۔ جن میں سے ایک قرآن شریف کی لازمی تدریس کے متعلق تھی۔

(۱) دستور ساز جماعت کی حیثیت سے مجلس دستور ساز کی سرگرمیاں ان دو حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں۔ عبوری دستوری قانون سازی یعنی پاکستان کی روزمرہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قانون حکومت ہند ۱۹۳۵ء اور قانون آزادی ہندوستان کو حسب ضرورت منظور کرنا۔

(۲) ریاست کا مکمل دستور بنانے کے لئے مجلس کے اقدامات پہلے قسم کے کام کرنے کا طریقہ دوسرے کام کے طریقہ سے قطعی الگ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ پہلے قسم کا کام مجلس ارکان کی براہ راست تحریک پر انجام دیتی ہے۔ جب کہ دوسرے قسم کے کام کو مجلس نے متعدد کمیٹیوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور مجلس ان کمیٹیوں کی پیش کردہ رپورٹوں پر غور کرتی ہے۔ یہ کمیٹیاں شہادت لیتی ہیں۔ سوالنامے جاری کرتی ہیں۔ ان کے جوابات پر غور کرتی ہیں۔ اور عملاً ابتدائی نوعیت کا وہ تمام کام انجام دیتی ہیں۔ جو پوری جماعت بآسانی نہیں کر سکتی ہے۔

قرارداد مقاصد

آنریبل مسٹر لیاقت علی خان کی تحریک پر مجلس دستور ساز نے ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو قرارداد مقاصد منظور کی۔ یہ قرارداد اس یقین کا نتیجہ ہے کہ سیاسی و اقتصادی تصادم نیز پوری دنیا میں اقتصادی بے چینی کا خاص سبب یہ ہے کہ مادی ترقی اور روحانی ترقی ساتھ ساتھ نہ ہو سکیں۔

بنیادی اصولوں کی کمیٹی

ایک اور قرارداد کے ذریعہ جسے ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو منظور کیا گیا مجلس نے صدر اور ۲۴ ارکان پر مشتمل ایک بنیادی اصولوں کی کمیٹی مقرر کی۔ جو قرارداد مقاصد کے مطابق ان خاص اصولوں کی بابت رپورٹ پیش کرے۔ جن پر پاکستان کا دستور بنایا جانا چاہیئے۔ اس کمیٹی نے اپنے آپ کو متعدد ذیلی کمیٹیوں میں تقسیم کر لیا۔ حق رائے دہندگی اور نظام عدالت کے علاوہ جہاں تک دستور کے بنیادی اصولوں کا تعلق ہے۔ کمیٹی نے اپنا کام ختم کر لیا ہے۔ اور مجلس کے سامنے اپنی عبوری رپورٹ پیش کر دی ہے۔ بہرحال مجلس نے رپورٹ کی سفارشات پر عوام کی رائے معلوم کرنے کے لئے عوام کو تجاویز پیش کرنے کی دعوت کی تحریک کو منظور کر لیا ہے۔ تو اس طریقہ کی وجہ سے دستور بنانے میں کچھ دیر ہو گی۔ لیکن اس سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ مجلس کو عوام کی رائے معلوم ہو جائے گی۔ بنیادی اصولوں کی کمیٹی نے عوام کی تجاویز پر غور کرنے کے لئے اپنے ۱۳ اپریل ۱۹۵۱ء کے اجلاس میں ایک ذیلی کمیٹی مقرر کی ہے۔ اس ذیلی کمیٹی کا ابتدائی اجلاس ۲۰ جون ۱۹۵۱ء کو ہوا۔ اور جولائی ۱۹۵۱ء کے تیسرے ہفتہ میں ایک اور اجلاس منعقد ہوا۔

بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی عدالتی ذیلی کمیٹی نے اپنی کارروائی ختم کر لی ہے۔ اور رپورٹ پیش کرنے والی ہے۔ حق رائے دہندگی کی ذیلی کمیٹی نے کافی کام کر لیا ہے۔ اور جلد ہی کام ختم کر دیگی۔ ایک جدید دستور کا اہم ترین حصہ عوام کے حقوق کے متعلق ہوتا ہے۔ انہیں مجلس نے بنیادی حقوق کی رپورٹ پر منظور کر لیا ہے۔

اصلاحات بلوچستان

مجلس نے ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۰ء کے اجلاس میں بلوچستان کے نظم و نسق ۔ نیز اس صوبہ کو نظم و نسق کے لحاظ سے پاکستان کے دیگر صوبوں کے مماثل کرنے کے لئے انتظامی اور دستوری اصلاحات کے متعلق سفارشات پیش کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی۔ کمیٹی نے ۲۰ نومبر ۱۹۵۰ء کو مذاکرات شروع کئے اور صوبہ کے موجودہ حالات کا جائزہ لینے کے لئے بلوچستان کا وسیع پیمانہ پر دورہ کیا۔ کمیٹی نے صوبہ کے جملہ اہم عناصر سرکاری و غیر سرکاری حلقوں کو جائزہ لیا۔ اور اصلاحات کے نفاذ سے متعلق جملہ اہم مسائل کے متعلق رائے عامہ نیز بلوچستان کے نظم و نسق کی رائے معلوم کرنے کے لئے ایک جامع سوالنامہ جاری کیا۔ کمیٹی کو اب تک اس سلسلہ میں جو جوابات موصول ہوئے ہیں۔ ان پر غور کر چکی ہے۔ امید کی جاتی ہے کمیٹی آئندہ ستمبر تک اپنی رپورٹ مکمل کرنے کے لئے اجلاس منعقد کرے گی۔ تاکہ یہ رپورٹ مجلس کے آئندہ اجلاس میں پیش کی جا سکے۔

حق رائے دہندگی بالغان

ایک اور اہم اصلاح پنجاب۔ سندھ اور سرحدی صوبہ میں حق رائے دہندگی بالغان کے اصول کے نفاذ نیز صوبائی مجلسوں کی نشستوں میں اضافے کے متعلق ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا (تیسری ترمیم) کے قانون مجریہ ۱۹۵۰ء نے پنجاب میں حق رائے دہندگی بالغان کے اصول کے نفاذ کے علاوہ مجلس قانون ساز پنجاب کی نشستوں کی تعداد کو ۱۰۳ سے بڑھا کر ۱۹۶ کر دیا۔ اور گورنمنٹ انڈیا (چھٹی ترمیم) کے قانون مجریہ ۱۹۵۱ء کے ذریعہ یہ تعداد ۱۹۷ کر دی گئی ہے۔ صوبہ سندھ میں مجلس قانون ساز کی نشستوں کی تعداد ۶۵ سے بڑھا کر ۱۰۷ اور صوبہ سرحد میں ۵۰ سے بڑھا کر ۸۵ بالترتیب گورنمنٹ آف انڈیا (ترمیم شدہ) کے قانون مجریہ ۱۹۵۱ء اور دستور (ترمیم شدہ) کے قانون مجریہ ۱۹۵۱ء کے ذریعہ کر دی گئی ہے۔

حلقہ جات انتخاب کی حد بندی

اس سلسلہ میں حلقہ جات انتخاب کی حد بندی (حق رائے دہندگی بالغان) کے قانون مجریہ ۱۹۵۱ء کا تذکرہ جسے مجلس نے اپنے آخری اجلاس میں منظور کیا غیر مناسب نہ ہوگا۔ چونکہ صوبائی مجلسوں کے پہلے انتخابات کے لئے حق رائے دہندگی بالغان کے نفاذ کے سلسلہ میں حلقہ انتخاب کی از سر نو تشکیل کی ضرورت پیش آئے گی۔ اس لئے اس قانون میں ایک حد بندی کی کمیٹی کے تقرر کی اجازت دی گئی ہے۔ صوبہ سرحد اور سندھ کی حد بندی کی کمیٹیوں نے اپنا کام ختم کر لیا ہے۔ اور رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے ابتدائی رپورٹوں کی شکل میں اپنی عارضی تجاویز شائع کر دی ہیں۔

مجاہدین احمدیت کی کراچی سے روانگی

کراچی ۱۲ر اگست۔ مکرم جناب چوہدری محمد عبد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ مجاہدین احمدیت کا وہ قافلہ جو شیخ مبارک احمد صاحب سابق اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری مولوی نور احمد صاحب منیر اور مولوی غلام احمد صاحب مبشر پر مشتمل ہے متعدد ممالک میں تحصیل علم اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کل شام "ذمرا" نامی بحری جہاز سے روانہ ہو گئے احباب منزل مقصود پر بخیر و عافیت پہنچنے کے لئے دعا فرمائیں۔

بقیہ صفحہ ۲

قیام پاکستان کا آسمانی مقصد

اپنی زندگیوں میں نافذ کر سکتے ہیں۔ تا ساری قوموں پر حجت پوری ہو۔ اور اسلام کی برتری سارے جہان پر واضح ہو جائے۔

پس قیام پاکستان کے ساتھ مسلم قوم کی ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔ یوں بھی ہر ترقی اور نعمت پر ذمہ داری بڑھ جایا کرتی ہے۔ لیکن حکومت و آزادی ایسی عظیم القدر نعمت کے ملنے پر تو مسلمانوں کے اعمال۔ اخلاق اور کردار میں بہت زیادہ ترقی اور صلاحیت کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا تھا۔ عسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون۔ (سورۃ اعراف) کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو تباہ کر کے تمہیں زمین میں حاکم بنائے گا۔ اور پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال بجا لاتے ہو۔ مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ جب تمہیں روحانی خلافت یا دنیوی حکومت سے نوازا جائے۔ تو تمہارا فرض ہے۔ کہ اس نعمت کا شکر ادا کرو۔ اور ناقدری نہ کرو۔ ورنہ تم فاسق قرار پاؤ گے۔ ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفاسقون۔ (سورہ نور) جب قریش مکہ نے مسلمانوں پر ابتداءً جنگی حملہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔ کہ میں مسلمانوں کی ضرور مدد کروں گا۔ کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔ اور ان کی صفات یہ ہیں۔ الذین ان مکنّاھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور (سورہ حج) کہ جب ہم ان کو زمین میں طاقت بخشیں گے تو وہ عبادت اور نمازوں کو قائم کریں گے۔ زکوٰۃ کا باقاعدہ انتظام کریں گے۔ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں گے اور ہر قسم کے ظلم اور بدی کا سدباب کریں گے پھر ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اسے عام قانون کے رنگ میں فرمایا ہے۔ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ (سورۃ الانبیاء) کہ زمین پر حکومت اور پائیدار غلبہ حکمرانی کے اہل اور نیکوکار انسانوں کو ہی ملتا ہے۔

قرآن مجید کی ان آیات سے اور دوسری آیات سے واضح ہے۔ کہ اسلامی حکومت ایک امانت ہے۔ جو اہل انسانوں کے ہاتھوں میں سونپی جاتی ہے افراد ملک کی ذمہ داری ہے کہ یہ امانت اور ذمہ داری مناسب آدمیوں کے سپرد کریں۔ اور برسر اقتدار افراد کا فرض ہے۔ کہ اس امانت کے حقوق ادا کریں۔ اور زمین پر خدا کی بادشاہت کو قائم کرنے کے لئے پوری سعی و کوشش کریں۔ جب ہر دو فریق صحیح معنوں میں تعاون کریں گے۔ اور ہر فرد کا نصب العین یہ ہوگا کہ جیسے اپنی زندگی میں اور دوسروں کی زندگی میں قرآن مجید کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق قرآنی شریعت کو قائم کرنا ہے۔ تو یقیناً اسی صورت میں پاکستان کے قیام مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ مومن کا مقصد خود حکمران بننا نہیں ہوتا بلکہ خدائے رب العلمین کی حکمرانی کو قلوب میں قائم کرنا ہوتا ہے اور جب انسانی دل خدائی بادشاہت کے عرش بن جاتے ہیں تو زمین کے چپہ چپہ پر اور انسان کے عضو عضو پر اسکی شریعت قائم ہو جاتی ہے دلوں کی تطہیر اور ان کے تزکیہ کے لئے نبی آتے ہیں اور خدا کی قدرت پر زندہ یقین پیدا کرنا رسولوں کا اولین مقصد ہوتا ہے۔ اور دنیوی حکومت کو اس طریق سے دینی اور اسلامی حکومت بنایا جا سکتا ہے۔ اب بھی اللہ تعالےٰ نے پاکستان کو بطور معجزہ قائم کر کے مسلمانوں کو اسی صراطِ مستقیم کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اب یہ اس ملک کے باشندوں کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اب یہ اس ملک کے باشندوں کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی نعمت کی قدردانی کرتے ہوئے شکرگزار بندے بنیں۔ اور اپنے پہلے غلط طریقوں اور نادرست خیالات کو ترک کر کے اللہ تعالےٰ کے خالص اور صالح بندے بن جائیں اور قرآن مجید کو ہر پہلو سے اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں۔ اس طرح سے پاکستان کو استحکام بھی حاصل ہوگا۔ اور مسلمان انفرادی اور اجتماعی ہر دو لحاظ سے مقصد حیات کو پا لیں گے۔ اللہ تعالےٰ سب کو توفیق بخشے۔ آمین یا رب العلمین

بقیہ صفحہ ۷

حقیقی آزادی

گامزن ہو جائیں۔ جس پر دنیا بے سوچے سمجھے چلی جا رہی ہے۔ پس ہمیں سوچ سمجھ کر فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ ہمیں کونسا رستہ اختیار کرنا ہے اور پھر سال بسال یوم آزادی کی خوشیوں میں کھونے کی بجائے یہ احتساب کرتے رہنا چاہیئے کہ ہم دونوں میں سے کس راستے پر گامزن ہیں اور پھر اسکی کتنی منزلیں طے کر چکے ہیں تاکہ اگر خدانخواستہ کوئی لغزش ہو بھی تو ہم فوراً ہی سنبھل جائیں۔ اگر فی الواقعہ ہم نے اپنی جسمانی اور دنیوی آزادی کو روحانی آزادی کا پیش خیمہ بنا لیا۔ اور اسکے ہر حکم پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو اس راہ پر گامزن کر لیا۔ جو خدا تعالےٰ کے نزدیک فلاح کی راہ ہے۔ تو پھر دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی خواہ وہ ہم سے تعداد اور وسائل کے اعتبار سے کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ ہمیں کوئی گزند نہ پہنچا سکے گی۔ خدا تو خود ان لوگوں کی جسمانی آزادی کی حفاظت کرتا ہے جنہوں نے اسکی غلامی کا جوا اپنی گردن میں پہن رکھا ہو۔ وہ قوم جو ایسے حقیقی غلاموں کی طرف بری نیت سے آنکھ اٹھا کر بھی دیکھتی ہے۔ نیست و نابود کر دی جاتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ہم فلاح کی اس راہ پر گامزن ہیں جو اس نے اسلام کے ذریعہ ہمارے واسطے مقرر فرمائی ہے۔ اور جس پر گامزن رہنے کے لئے اول دن سے ہی پیشقدمی اور رہنمائی کا ایک سلسلہ قائم کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ ساری قوم کو اور پھر ساری دنیا کے مسلمانوں کو اسی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر حال میں دشمنوں کے ارادوں سے محفوظ و مامون رکھے اور دینی و دنیوی ترقیات کے دروازے کھولدے۔ آمین

مدعیٔ امن سے

از مکرم عبد المنان صاحب ناہید

کوئی پوچھے ہند کے عمال سے
کانگرس سے یا جواہر لال سے

کھیلتے جاؤ گے آخر تا بکے
تم مسلمانوں کے جان و مال سے

چار سو فتنے جگا کر بھی ہو تم
مدعیٔ امن قیل و قال سے

جوناگڑھ مجروح زخمی ہے دکن
آ رہی ہے بوئے خوں نیپال سے

خونِ مسلم میں نہاتے آئے ہو
جشنِ آزادی کے پہلے سال سے

تم ہمیں دوبارہ ڈس سکتے نہیں
خوب واقف ہیں تمہاری چال سے

اہلِ پاکستان کے اٹکے ہیں دل
گلشنِ کشمیر کی ہر ڈال سے

کارزارِ سخت اب درپیش ہے
آئے ہو بازیچۂ اطفال سے

تم ہمیں تسخیر کر سکتے نہیں
ہم مسلماں مر کے مر سکتے نہیں

جماعت احمدیہ کی سیاسی خدمات کا اعتراف

"جناب امام صاحب جماعت احمدیہ کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں۔ آپ ہی کی تحریک سے ورتمان پر مقدمہ چلایا گیا۔ آپ کی ہی جماعت نے رنگیلا رسول کے معاملہ کو آگے بڑھایا۔ سرفروشی کی اور جیلی نہ جانے سے خوف نہیں کھایا۔ آپ ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر پنجاب کو عدل و انصاف کی طرف مائل کیا۔ آپ کا پمفلٹ ضبط کر لیا مگر اس کے اثرات کو زائل نہیں ہونے دیا اور لکھ دیا کہ اس پوسٹر کی ضبطی محض اس لئے ہے کہ اشتعال نہ بڑھے اور اس کا تدارک نہایت عادلانہ فیصلے کر دیا اور اسوقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں کے ہیں سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہو رہے ہیں۔ صرف ایک احمدی جماعت ہے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کسی فرد یا جمعیت سے مرعوب نہیں ہے اور خاص اسلامی کام سرانجام دے رہی ہے۔" ("مشرق" ۲۳ ستمبر ۱۹۲۷ء)

پاکستان کی ریاستوں میں ترقی کا دور

آج پاکستانی ریاستیں حکومت پاکستان کے تعاون سے پاکستان کو ایک جدید اسلامی ملک بنانے کے عظیم کام میں سعی کر رہی ہیں۔ اسلامی اصولوں کے مطابق سب کی یہی کوشش ہے کہ پاکستان کا کوئی شہری ترقی کی نعمتوں سے محروم نہ رہے۔ اس تعمیری کام میں ترقی کی بے شمار راہیں ہیں۔ لیکن ان میں اقتصادی زراعتی اور صنعتی ترقی سب سے اہم ہے۔

مغربی پاکستان میں تقریباً ایک درجن ریاستیں ہیں۔ جو برطانوی عہد میں اسلامی نشاۃ ثانیہ کی زبردست تحریک سے بڑی حد تک بیگانہ رہیں۔ لیکن یہ صورت حال چار سال قبل تھی۔ آج پاکستانی ریاستیں حکومت پاکستان کے تعاون سے پاکستان کو ایک جدید اسلامی مملکت بنانے کے عظیم کام میں سعی کر رہی ہیں۔ اسلامی اصولوں کے مطابق سب کی یہی کوشش ہے کہ پاکستان کا کوئی شہری ترقی کی نعمتوں سے محروم نہ رہے اس تعمیری کام میں ترقی کی بے شمار راہیں ہیں۔ لیکن ان میں اقتصادی زراعتی اور صنعتی ترقی سب سے اہم ہے۔

بہاولپور اور خیرپور کی ریاستیں وادی سندھ میں واقع ہیں۔ ان کی آبادی علی الترتیب ۱۸۲۰۰۰۰ اور ۳۲۰۰۰۰ اور رقبہ ۲۰۰۰۰ اور ۶۰۵۰ مربع میل ہے۔ بلوچستان کی ریاستوں میں لاس بیلہ مکران۔ قلات اور خاران ہیں اور صوبہ شمال مغربی سرحد کی ریاستوں میں دیر۔ سوات۔ چترال اور امب شامل ہیں۔

ریاست بہاولپور

بہاولپور کی آئینی ترقی کے نتیجہ میں اس ریاست میں اب مجلس دستور ساز قائم ہے۔ صنعتی لحاظ سے بہاولپور اپنی گھریلو صنعتوں کے لئے مشہور ہے جن میں دستی پارچہ بافی بان اور رسیاں بنانا۔ مٹی کے برتن تیار کرنا بھی شامل ہیں۔ ریاست میں ایک صنعتی انسٹی ٹیوٹ قائم ہے۔ جہاں عمدہ قسم کا فرنیچر اور دیگر مفید اشیاء تیار ہوتی ہیں۔ بہاولپور۔ مرکزی جیل میں بھی ایک شعبہ صنعت و حرفت موجود ہے بڑی صنعتوں کے میدان میں بھی اس ریاست نے ترقی کی ہے اور ۱۹۵۰ء کے شروع سے یہاں سوتی پارچہ بافی کے ایک کارخانہ نے کام شروع کر دیا ہے حالانکہ یہ کارخانہ پورے پیمانہ پر کام نہیں کر رہا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ ہر ماہ تقریباً ۴ لاکھ روپے کی مالیت کا سوت اور کپڑا تیار کرتا ہے۔ اس کے علاوہ رحیم یار خاں میں ایک کارخانہ بناسپتی تیار کرنے کا اور ایک صابون سازی کا کارخانہ عنقریب کام شروع کر دے گا۔ بہاولپور کی حکومت شکر سازی سگریٹ سازی اور بافت کے کارخانے بھی قائم کرنے پر غور کر رہی ہے۔

صنعت کے لئے برقی طاقت میں اضافہ کرنے کی غرض سے ۵۱-۱۹۵۰ء میں ۵۰۰ کلوواٹ کا ایک اور ڈی سی ڈیزل سٹ بہاولپور بجلی گھر میں لگایا گیا ہے آبپاشی کے منصوبوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ نیز عباسیہ کے توسیعی منصوبہ کو پھر شروع کر دیا گیا ہے اس منصوبہ پر دو کروڑ روپے خرچ ہونے کا تخمینہ ہے۔ ریاست میں تعلیمی سہولتوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اب بہاولپور میں ایک ڈگری کالج ۲ انٹرمیڈیٹ کالج اور متعدد ہائی سکول اور پرائمری اسکول ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے فنی ادارے بھی ہیں۔ ریاست سے جہالت کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک دس سالہ تعلیمی منصوبہ تیار کیا گیا ہے

بہاولپور نے مہاجرین کی بحالی میں بھی گرانقدر خدمت انجام دی ہے۔ اور ریاست میں ۲۵۷۴۴۹ مہاجرین بسائے جا چکے ہیں۔ مہاجرین کے گزارہ الاؤنس تقاوی نیز مہاجر طلباء کو وظیفے دینے پر ۱۸ لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ ریاست کی حکومت نے مہاجر بستیاں تعمیر کرنے کے لئے ۴۰۰۰۰۰ روپے منظور کئے ہیں۔ اور چولستان کو ترقی دینے کی سرگرم کوشش کی جا رہی ہے

زراعت کی ترقی کے لئے بھی تدابیر کی ہیں۔ کپاس یہاں کی خاص فصل ہے۔ کپاس کے کاشتکاروں کو خالص امریکی روئی کے بیج تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں مرکز سے بھی امداد ملنے کی توقع ہے۔ ورجینیا تمباکو کی کاشت کے تجربات کامیاب ثابت ہوئے ہیں زراعت کے متعلق دیگر اسکیموں میں بہاولپور اور ہارون آباد میں روئی کے تحقیقاتی اسٹیشن قائم کرنا بھی شامل ہیں۔

ریاست خیرپور

بہاولپور کی طرح خیرپور میں بھی آئینی اصلاحات ہوئیں اور ریاستی مجلس قائم ہوئی ہے۔ صنعت کے میدان میں یہ ریاست ترقی کر رہی ہے اور وہاں ایک وباغت کا دستی پارچہ بافی کا کارخانہ قائم کیا گیا ہے گھریلو صنعتوں میں کمبل بننے اور موزے بنیان وغیرہ کے بننے کے کارخانے ہیں۔ اس کے علاوہ ٹوکریاں بننے اور مٹی کے برتن تیار کرنے کی نیز دیگر متعدد صنعتیں بھی قائم ہیں۔ سوتی پارچہ بافی کا ایک کارخانہ اس سال کام شروع کر دے گا۔ اسکے علاوہ کاسٹ سوڈا کا ایک کارخانہ پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔ خیرپور میں سیم کا زبردست مسئلہ ہے۔ اس کا ازالہ کرنے کے لئے روہری نہر کے پسمہ پر ایک آبشار تیار کیا جا رہا ہے۔ جو تحت زمین پانی کی سطح کم کرنے کے ساتھ ساتھ ۱۰۰۰ کلوواٹ بجلی پیدا کرنے کے لئے بھی مفید ثابت ہوگا۔ اس پر دو کروڑ روپے خرچ ہونے کا تخمینہ ہے۔ خیرپور میں اس کی ضرورت سے زیادہ غلہ پیدا ہوتا ہے اس ریاست نے مالی امداد کے لئے مرکز کو بہت سی اسکیمیں پیش کی ہیں۔

بلوچستان اور سرحد کی ریاستیں

ریاست قلات میں جس کے معدنی ذرائع کثیر ہیں کوئلہ کی کھدائی میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۴۷ء سے اب تک تیس ۳۰ اسکولوں کا بھی اضافہ ہوا ہے۔ کوئٹہ قلات کراچی والی ۵۰۰ میل لمبی موٹر کی سڑک حال میں کھولی گئی ہے۔

لاس بیلہ۔ مکران اور خاران کی پسماندہ ریاستوں نے بھی کافی زراعتی ترقی کی ہے۔

صوبہ سرحد میں چترال کی ریاست بھی کثیر معدنی وسائل رکھتی ہے۔ اس ریاست کی ترقی کی بہت سی اسکیمیں زیر غور ہیں۔ ریاست دیر بھی معدنی لحاظ سے بہت اہم ہے۔ جنگلات بہت پائے جاتے ہیں۔ سوات کی ریاست میں اسکی ضرورت سے فاضل غلہ پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ یہ ریاست ایک حسین وادی میں واقع ہے۔ اس لئے یہاں سیاح سیر و تفریح کی غرض سے آتے ہیں۔ جس کے لئے ریاست نے ایک جدید طرز سے آراستہ ہوٹل قائم کیا ہے۔

بقیہ صفحہ ۳

کی جا چکی ہیں۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ میں بھی انجینئرنگ کورس شروع کرنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

پاکستان میں کرنسی اور اوزان اور پیمانوں کو معقول اصولوں کے مطابق بنانے کے لئے فنی تعلیم کی کونسل نے اوزان اور پیمانوں اور کرنسی میں اعشاری نظام شروع کرنے کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ماہرین کی ایک کمیٹی قائم کی ہے تجارتی تعلیم کے مسئلہ پر بھی توجہ دی گئی ہے۔ اور وزارت تعلیم نے تعلیم کے اس شعبہ کو بدلے ہوئے حالات کی روشنی میں پاکستان کے عوام کے رجحانات کے مطابق تنظیم دینے کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے

فنی تعلیم کی کونسل زراعت اور مویشی بانی پر بھی توجہ دے رہی ہے پاکستان میں تحقیقاتی سہولتوں کی ترقی کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کی گئی ہے

بقیہ صفحہ ۹

یوم آزادی

کے نام پر تلوار سے جہاد کرنا جائز نہیں ہے بلکہ مناسب ہے کہ آئینی طور پر اپنے حقوق کا مطالبہ کیا جائے۔ وہی درست تھا۔ اور اسی مسلک کو اختیار کرنے میں مسلمانوں کا فائدہ تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام مسلمانوں کو اپنی وفات تک اسی امر کی تلقین فرماتے رہے۔ اور بعض متعصب مسلمان اسی بنا پر آپ کو یہ الزام دیتے رہے۔ کہ آپ جہاد کے منکر ہیں۔ اور کافر کہتے رہے اور بالمقابل مسلمانوں کو یہ تلقین کرتے رہے۔ کہ انگریزوں سے جہاد بالسیف واجب ہے۔ کیونکہ "ہندوستان دار الحرب ہے جہاد کرو یا ہجرت ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے تیسری اور کوئی راہ نہیں۔ اور جو ان میں سے کسی ایک چیز کے لئے بھی تیار نہیں وہ سمجھ لے کہ اسکے ایمان کی موت ہو چکی" (آزاد ۷ اپریل ۱۹۵۰ء)

اگرچہ احراری صفت ملاں مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیتے رہے۔ مگر باوجود ایسے اعلانوں کے انہوں نے نہ تو انہوں نے انگریزی حکومت سے تلوار کے ساتھ جہاد کیا اور نہ ہجرت کی۔ گویا اپنی ایمانی موت پر مہر لگا دی۔ اور ترک جہاد کو گناہ سمجھنے کے باوجود اپنے گھروں میں بیٹھے رہے اور خدا تعالےٰ کی ناراضگی کی کوئی پروا نہ کی۔ اور اگر خدانخواستہ عام مسلمان ان ملاؤں کی بات مان لیتے اور انگریزوں کے خلاف جنگ شروع کر دیتے۔ تو کیا کوئی عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ ان کا انگریزوں سے لڑنا مسلمانوں کے کیلئے مذہبی یا سیاسی لحاظ سے مفید ہو سکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ اگر مسلمان لڑتے تو ان کے نفوس اور اموال طعمۂ جنگ بنتے اور ان کی طاقت ٹوٹ جاتی اور فائدہ سکھ اور ہندو اٹھاتے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فتویٰ کہ شریعت اسلامی کی رو سے انگریزی حکومت سے جہاد بالسیف اسلئے ناجائز ہے کہ اسنے مکمل مذہبی آزادی دے رکھی ہے۔ مسلمانوں کو ہلاکت کے گڑھے سے نجات دلانے کا باعث ہوا۔ اور جس حکومت سے آپ نے جہاد بالسیف کرنے سے منع فرمایا تھا اس نے بغیر جنگ اور خونریزی کے اہل ہند کو آزادی دیدی جسکے نتیجہ میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔

پس آج کا دن ایک مبارک اور خوشی کا دن ہے جسمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظریہ کی صداقت ظاہر ہوئی اور احراری صفت ملاؤں کے مقابلے میں جو مسلمان کو انگریزی حکومت سے لڑانے پر تلے ہوئے تھے۔ احمدیت کو شاندار فتح حاصل ہوئی۔

رہی تھی۔ حکومت کمیٹی کی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سرگرمی سے غور کر رہی ہے۔

جسم کی صحت دماغ کی روشنی

بہت سی بیماریاں بدبوؤں سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے بدبودار چیزیں استعمال کر کے یا جسم کو گندہ رکھ کے مسجدوں اور مجلسوں میں آنا منع کیا ہے۔ خوشبوئیں صحت کیلئے اچھی ہوتی ہیں اور بہت سی بیماریوں کا علاج۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مساجد اور مجالس میں آنے سے پہلے خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے۔ صفائی نہ رکھنا جسم یا کپڑوں کا بدبودار رکھنا نیکی نہیں۔ اگر یہ نیکی ہوتی تو اسلام اس کا حکم دیتا۔ صفائی رکھنا اور خوشبو لگانا عیاشی نہیں۔ اگر ایسا کرنا عیاشی ہوتا تو اسلام اس کا حکم نہ دیتا۔ بیمار ہو کر علاج کرنے سے بہتر ہے کہ انسان بیماری کو آنے سے ہی روکے اور اس کا ایک ہی علاج ہے یعنی صفائی پسندی اور خوشبو کا استعمال۔ خوشبوؤں کے کارخانے عام طور پر ہندوستان میں رہ گئے۔ ایسٹرن پرفیومری کمپنی کے عطر پاکستان میں تیار کئے جاتے ہیں اور ہندوستان سے لائے ہوئے عطروں سے قیمت میں کم ہیں خوشبو میں اچھے ہیں۔ مختصر فہرست ذیل میں درج ہے

عطر: چنبیلی، گلاب، خس، حنا

قیمت فی تولہ ۲/- ؛ ۱۵/- و ۸/- و ۵/- ؛ ۸/- و ۱۵/- و ۲۰/- ؛ ۵/- و ۸/- و ۱۵ ؛ ۵/- و ۸/- و ۱۵/-

گل شبو، حنا عنبری، کرنا، نرگس شہلا، نجدی

۵/- و ۸/- و ۱۵/- و ۲۰/- ؛ ۵/- و ۸/- و ۱۵/- و ۲۰ ؛ ۵/- و ۸/- و ۱۵ ؛ ۵/- و ۱۸/- ؛ ۵/- و ۸/-

شام شیراز، باغ بہار، موتیا

۵/- و ۸/- و ۱۵ ؛ ۵/- و ۸/- و ۱۵ ؛ ۵/- و ۸/- و ۱۵

جو عطر ہم پانچ روپے تولہ دیتے ہیں دوسرے کارخانوں میں ہندوستان سے آیا ہوا آٹھ روپے تولہ بکتا ہے اور جو آٹھ روپے تولہ دیتے ہیں وہ بارہ روپے تولہ بکتا ہے۔ اور جو پندرہ روپے تولہ دیتے ہیں وہ بیس روپے تولہ بکتا ہے اور جو بیس۲۰ روپے تولہ دیتے ہیں وہ تیس۳۰ روپے تولہ بکتا ہے۔

گرمیوں کیلئے عطر باغ بہار اور خس کا عطر خاص تحفہ ہیں۔

سپرٹ کے عطر بھی چنبیلی۔ گلاب۔ خس۔ جونو۔ ایوپون۔ شامی روز اور باغ وبہار اعلےٰ قسم کے ایک روپیہ فی شیشی مل سکتے ہیں جس اور باغ و بہار موسم گرما کے خاص عطر ہیں۔

ایسٹرن پرفیومری کمپنی ربوہ ضلع جھنگ (پاکستان)

ہر قسم کا بہترین کپڑا مناسب داموں پر خریدنے کیلئے۔ مجاہد کلاتھ ہاؤس "چوک بازار ملتان شہر" کو یاد فرمائیں

پروپرائٹر:۔ **عبدالرزاق اینڈ سنز**

حفظانِ صحت علاج سے اچھا ہے

اور علاج بیماری سے اچھا ہے

دواخانہ خدمتِ خلق طب یونانی کا بہترین دواخانہ ہے جس کی دوائیں پاکستان۔ ہندوستان اور بیرونی ممالک میں نہایت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ دوائی ہمیشہ معتبر دوکان سے لینی چاہیئے۔ خراب سستے یا بے کار اجزاء والی دواخانہ بیماروں کو موت کے گھاٹ بھی اتار سکتا ہے۔ ہماری چند دوائیں ذیل میں درج ہیں۔ مگر ہر قسم کے مفرد اور مرکب ادویہ ہمارے پاس سے مل سکتی ہیں۔

سرمہ ممیرا خاص آنکھوں کی بیماریوں کا علاج اور بینائی کو طاقت بخشنے والا بہترین سرمہ قیمت ۳ ماشہ پندرہ آنے۔ چھ ماشہ عہ۔ تولہ تین روپیہ

ہمدردِ نسواں:۔ اسقاط حمل کا بہترین علاج قیمت مکمل کورس انیس روپیہ -/-/۱۹

دوائی فضل الٰہی:۔ اولاد نرینہ کی بہترین دوائی مکمل کورس سولہ روپیہ -/-/۱۶

تریاق کبیر بالمر گاڈ ڈاکٹر ہر قسم کی تیز بیماریوں کا فوری علاج سعرت وتار سے بھی زیادہ مفید۔ ہر گھر میں ایک شیشی ہونی ضروری ہے۔ تاکہ ہر بیماری کا فوری علاج ہو سکے قیمت نمونہ کی شیشی ۱۰ آنہ۔ چھوٹی شیشی عہ تولہ -/-/۲ Rs

زود جام عشق خالص اور اعلیٰ اجزاء سے تیار کردہ بہترین طاقت کی دوائی قیمت مکمل کورس ۴۰ خوراک بارہ روپیہ -/-/۱۲ Rs

ملنے کا پتہ:۔ **دواخانہ خدمت خلق ربوہ ضلع جھنگ**

کاشانۂ جمال!

ربوہ میں اپنی قسم کی صرف یہی دوکان ہے۔ جہاں آپ کو سٹیشنری ہوزری کراکری کٹلری سامان کاسمیٹک یعنی زیبائشی سامان نیز لسبکٹ۔ جام۔ مربے۔ چٹنیاں وغیرہ اور گھڑیاں ٹائم پیس کلاک۔ فلمیں۔ کیمرے۔ بوٹ فلیٹ۔ چپل سینڈل اور باٹا کا مال باٹا کے اصل ریٹ پر ہمارے ہاں سے مہیا ہو سکتا ہے۔ ارزاں اور اعلیٰ ہونے کی گارنٹی ہے نیز گھڑیوں کی مرمت کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

المشتہر:۔ **احمدیہ ماڈرن سٹور۔ ربوہ**

صحابہ مسیح موعودؑ کا پہلا تذکرہ

اصحاب احمدؑ

کے نام سے بڑی آب وتاب سے شائع ہو چکا ہے۔ فوراً خرید لیں۔ بعد میں یہ قیمتی خزانہ آپ کو کسی قیمت پر بھی نہ مل سکیگا۔ قیمت تین روپیہ۔ مجلد چار روپے۔ علاوہ محصولڈاک

مینیجر حالی بکڈپو بلڈنگ ۱۵ رام گلی ۳ لاہور

تمام جہان کیلئے نظام نو

منجانب حضرت امام جماعت احمدیہ انگریزی میں کارڈ آنے پر

مفت

عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن

ہر قسم کے قرآن مجید اور حمائلیں مترجم اور بغیر ترجمہ والی منگوانے کیلئے صرف یہ پتہ یاد رکھیے

مکتبہ احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ

تریاق اکسیر۔ اگر حمل ضائع ہو جاتے ہوں یا بچے فوت ہو جاتے ہوں فی شیشی ۲/۸ روپے مکمل کورس ۵ روپے ۲ روپے دواخانہ نور الدین جودھامل بلڈنگ لاہور

پاکستان میں بنکنگ کی ترقی

- دولت پاکستان بنک
- بنکوں کا انسٹی ٹیوٹ • املاک کی تقسیم
- نوٹوں کا اجراء • اعداد و شمار
- نیشنل بنک

دولت پاکستان بنک نے اپنے قیام کے وقت یعنی یکم جولائی ۱۹۴۸ء سے قابل رشک ترقی کی ہے۔ پاکستان کو ایک منتشر اور مسخ اقتصادی نظام ورثہ میں ملا تھا۔ اور یہاں کا بنکاری کا نظام بھی متزلزل حالت میں تھا۔ ۱۹۵۰-۵۱ء کے مالی سال کے اختتام کے ساتھ ہی شبہات اور دشواریوں کا ابتدائی دور بھی ختم ہو گیا۔

عملہ کا مسئلہ جو ابتداء میں ناقابل حل نظر آتا تھا۔ اب بڑی حد تک حل ہو گیا ہے۔ اور دولت پاکستان بنک کے محکموں میں تجربہ کار اور لائق افسر کام کر رہے ہیں۔ تاہم مزید تربیت یافتہ عملہ حاصل کرنے کی کوششیں بدستور جاری ہیں۔ اور ۱۹۴۹ء میں جو تربیتی اسکیم شروع کی گئی تھی۔ اسے زیر تبصرہ سال میں دوبارہ شروع کیا گیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت دولت پاکستان بنک کے زیر سرپرستی ملک کے مختلف تجارتی بنکوں میں تربیت کے ایک جامع کورس کی تکمیل کرنے کے لئے ۳۲ نوجوان امیدوار منتخب کئے گئے ہیں۔

دولت پاکستان بنک کو امید ہے کہ اس طرح کی اسکیموں کے ذریعہ بنکاری کے پیشے کے لئے تجربہ کار عملہ کی قلت ختم ہو جائیگی۔ اور پاکستان میں عنقریب بنکاری کے ایسے افسروں کی کثیر تعداد ہو جائیگی۔ جو اپنی کارکردگی کے اعتبار سے دنیا کے دیگر افسروں کے ہم پلہ ہوں گے۔

بنکوں کا پاکستانی انسٹیٹیوٹ

بنکوں کا پاکستانی انسٹیٹیوٹ قائم کرنے کے منصوبے بھی تیار ہو چکے ہیں۔ اور امید ہے کہ یہ انسٹیٹیوٹ مستقبل قریب میں کام شروع کر دے گا۔ یہ انسٹیٹیوٹ قائم ہونے پر بنکاری کے متعلق لیکچروں کا انتظام کرے گا۔ بنکاری میں خط و کتابت کے کورس شروع کریگا۔ اور بنکوں کا امتحان لے گا۔

اپنے قیام کے وقت سے دولت پاکستان بنک محکمہ تحقیقات قائم کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ اس سلسلے میں اسے تحقیقات کرنے کے لئے مطلوبہ قابلیت رکھنے والے عملہ کی قلت کی وجہ سے زبردست دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ تاہم ایک بنیادی ادارہ قائم کر دیا گیا ہے۔

املاک کی تقسیم

ریزرو بنک آف انڈیا کے محکمہ اجراء میں قابل تقسیم املاک کے حصہ کی منتقلی کے متعلق تنازعہ کا فیصلہ نہ ہوا۔ باوجودیکہ زیر تبصرہ سال میں ہندوستان سے دو مرتبہ گفت و شنید کی گئی۔ جن میں سے ایک وزارتی سطح پر ہوئی۔ اس تنازعہ کا فیصلہ کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

نوٹوں کا اجراء

یکم جولائی ۱۹۵۰ء کو ۱۷۷ کروڑ روپے کے نوٹ جاری تھے۔ سال زیر تبصرہ اور ماہ اپریل ۱۹۵۱ء میں بڑھ کر ۲۱۳ کروڑ روپے تک پہنچ گئے۔ نوٹوں کے اجراء میں یہ اضافہ زیادہ تر ہماری فصلوں کی قیمتوں اور برآمد میں اضافہ کی وجہ سے ہوا ہے۔

حج نوٹ

۱۹۵۰ء میں حاجیوں کی مالی ضروریات پوری کرنے کے لئے خاص دشواریاں پیش آئیں۔ یہ دشواریاں پاکستانی سکہ کی درآمد و برآمد پر پابندی عائد ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔ چنانچہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے دولت پاکستان بنک نے حج نوٹ جاری کئے جنہیں سعودی عرب میں عام نوٹوں کی طرح بھنایا جا سکتا ہے۔ لیکن پاکستان میں استعمال نہیں کئے جا سکتے۔

اعداد و شمار

ملک کی مستحکم اقتصادی و مالی پالیسی کا قیام معتبر اور مکمل اعداد و شمار کے حصول پر منحصر ہوتا ہے۔ دولت پاکستان بنک کا محکمہ اعداد و شمار فراہم کرنے کا اہم کام انجام دے رہا ہے۔ سال مذکور میں دولت پاکستان بنک کے محکمہ اعداد و شمار نے جنوری ۱۹۴۸ء اور جولائی ۱۹۵۰ء نیز جولائی ۱۹۵۰ء تا دسمبر ۱۹۵۰ء کے لئے ادائیگیوں کے گوشوارے مرتب کئے۔ جنہیں وزرائے مالیات نے شائع کیا ہے۔ آئندہ ان گوشواروں کو تین تین ماہ بعد باقاعدگی سے مرتب کیا جائے گا۔

یہ محکمہ جنوری ۱۹۵۰ء سے اعداد و شمار کا خلاصہ شائع کرتا رہا ہے۔ جس میں آسان طریقہ سے اعداد و شمار کے متعلق اطلاعات کا ذخیرہ موجود ہوتا ہے۔ اور جو غالباً بین الاقوامی اشاعت کا واحد پاکستانی جریدہ ہے۔ اعداد و شمار کے اس خلاصے کو جون ۱۹۵۱ء میں بلیٹین کی شکل دے دی گئی۔ جس میں اقتصادی و مالی مسائل کے متعلق ماہرین کے لکھے ہوئے مضامین نیز اعداد و شمار کے ضمیمے بھی شامل ہوتے ہیں۔

تجارتی بنکاری: آزادی کے تقسیم کے آخر تک پاکستان میں تجارتی بنکاری نہایت مستحکم بنیاد پر قائم ہو گئی۔ ابتداء میں یعنی تقسیم کے فوراً بعد سرمایہ اور تربیت یافتہ عملہ کے پاکستان سے چلے جانے کی وجہ سے تجارتی بنکاری کو کچھ نقصان پہنچا تھا۔ بہرحال مذکورہ سال میں بنکاری کی وسعت میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو جب دولت پاکستان بنک قائم ہوا۔ پاکستان میں ۳۹ مندرجہ فہرست بنک تھے۔ اور ان کی ۱۹۳ شاخیں تھیں۔ آج تمام ملک میں ۳۲ مندرجہ فہرست بنک اور ۲۰۱ شاخیں موجود ہیں۔

ان اعداد و شمار سے توسیع کی صحیح صورت حال کا اندازہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک یہ نہ بتایا جائے۔ کہ کافی تعداد میں بنک نہایت کمزور اور خستہ حالت میں تھے۔ اور وہ اب بند ہو چکے ہیں۔ ۱۹۴۹ء کے بعد سے اب تک بنکوں کی ۱۱۳ شاخیں کھولی گئی ہیں۔ آج ہمارے بنک قرضہ دینے کے متعلق اپنی صلاحیت استحکام اور اعتبار کے لحاظ سے دنیا کے کسی بھی بنک کے مقابلہ میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔

نیشنل بنک

پاکستان نیشنل بنک نے جو نومبر ۱۹۴۹ء میں قائم ہوا ہے۔ گذشتہ سال سکوں کی قیمت کم ہونے کے بعد کے ہنگامی اور غیر معمولی زمانہ میں کافی ترقی اور خاص شہرت حاصل کی۔ کراچی۔ لاہور اور ڈھاکہ میں اس کے مقامی صدر دفاتر ہیں اور مغربی نیز مشرقی پاکستان میں متعدد شاخیں ہیں۔ بنک کی توسیعی اسکیموں پر تیز رفتاری سے عمل ہو رہا ہے۔ اور امید ہے کہ کچھ ہی عرصہ میں اس بنک کی بکثرت شاخیں قائم ہو جائیں گی۔ اور ملک میں بنکاری کی اعلیٰ سروس حاصل ہو جائے گی۔ گذشتہ سال اس بنک نے جدہ میں بھی اپنی ایک شاخ قائم کی۔ یہ اقدام پاکستان کی بنکاری میں ایک ممتاز سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہندوستان میں بھی اس بنک کی شاخیں قائم کرنے کے لئے گفت و شنید جاری ہے۔

سال مذکور میں حبیب بنک اور مسلم کمرشل بنک نے بھی بڑی ترقی کی۔ آج پاکستان میں حبیب بنک کی ۲۸ شاخیں اور مسلم کمرشل بنک کی ۹ شاخیں موجود ہیں۔

پاکستانی جہاز "شمشیر" جزیرہ بالی میں

مبلغ جماعت احمدیہ کی طرف سے خیر مقدم

پاکستانی جہاز "شمشیر" آسٹریلیا سے واپسی پر جب انڈونیشیا کے ایک جزیرہ بالی میں پہنچا۔ تو یہ ممکن نہ تھا۔ کہ ایک پاکستانی وہاں موجود ہو۔ اور اس کا دل وطنی محبت کے پر شوق جذبات سے لبریز نہ ہو جائے۔ چنانچہ ہمارے مبلغ میاں عبدالحی صاحب کو جب اس خبر کا علم ہوا۔ تو وہ کشاں کشاں ساحل سمندر پر پہنچے۔ اور پھر جہاز میں پہنچ کر اپنے پاکستانی بھائیوں کا استقبال کیا۔ دوسرے روز شام کو ایک وسیع پیمانہ پر اپنے پاکستانی بھائیوں کے اعزاز میں Reception (ٹی پارٹی) کا انتظام کیا۔ جس میں ۳۰ جہازی مدعو تھے اور ان کے علاوہ شہر کے معززین میں سے سرکاری آفیسرز۔ پارٹی لیڈرز اور اساتذہ مدعو کئے گئے۔ یہ امر خوشکن تھا۔ کہ جزیرہ کے گورنر صاحب اس تقریب میں بنفس نفیس تشریف لائے۔

سب سے قبل ہمارے مبلغ میاں عبدالحی صاحب نے اس تقریب کا افتتاح کیا۔ جس میں آپ نے فرمایا۔ کہ پاکستان اور انڈونیشیا کے تعلقات محض سیاسی نوعیت ہی کے نہیں۔ بلکہ وہ محبت اور خلوص کے قیمتی جذبات کی بنیادوں پر قائم ہیں۔ اور یہی وہ چیزیں ہیں۔ جو خطرے سے گھری ہوئی دنیا کو امید اور سلامتی کے ساحل پر پہنچا دیں گی۔ پھر آپ نے اتفاق اور اتحاد پر زور دیا۔ اور انڈونیشیا کے متعلق پاکستان کے پُرخلوص جذبات پیش کرتے ہوئے اپنے افتتاحیہ خطاب کو ختم کیا۔ اس کے بعد جہاز کے کیپٹن صاحب نے انگریزی زبان میں برجستہ تقریر کی۔ اور فرمایا کہ فی الواقعہ دنیا اس وقت ایٹم کی تباہ کاریوں اور دیگر خطرات کے پیش نظر خوفزدہ ہے۔ اس سے بچاؤ کی صورت صرف یہی ہے۔ کہ ہمارے آپس میں محبت اور خلوص کے جذبات پیدا ہوں۔ بعدہٗ گورنر صاحب بالی اور کیپٹن صاحب آپس میں مختلف امور پر بے تکلفانہ گفتگو فرماتے رہے۔ پھر گورنر صاحب نے بھی مختصر سی تقریر میں پاکستان کے متعلق اپنے پرخلوص جذبات کا اظہار کیا۔ اور آپس میں محبت کے تعلقات پر زور دیا۔ آخر یہ پر مسرت تقریب نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ خدا کرے ایسی تقاریب پاکستان اور انڈونیشیا کے درمیان بہتر تعلقات کا پیش خیمہ ثابت ہوں آمین

(نائب وکیل التبشیر)